U331 Date- 26-12-09

itle - MURAQQA QAADYAANI

eator - Abu Al wafa Sana ullah.

ublisher - ~~Koz~~ Rose Bazar Steam Press (Amritsar).

ate - 1917

ages - 64

Subjects - Manazirah - Bainul ~~Zahib~~ mazahib; Islam - Farq - Ahmadiyat; Islam - Farq - Qaadyaaniyat.

هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم

الحمد للہ

کہ

رسالہ

مرقع قادیانی

جسمیں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت

کے متعلق مختلف دلچسپ قابل دید مضامین درج ہیں۔

جسکو

مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسری

مولف اور پبلشر نے

باہتمام شیخ عبد العزیز صاحب پرنٹر

[illegible] برقی پریس [illegible] اگست [illegible] طبع کرا کر امرتسر سے شایع کیا

محل اشاعت دفتر اخبار اہلحدیث امرتسر [illegible]

قیمت ۴؍

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس مرتب

پہلے مجھے دیکھئے

مرقع قادیانی سنہ ۱۹۰۷ء میں زیر ایڈیٹری مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری ماہواری رسالہ کی صورت میں جاری ہوا تھا۔ جو مرزا صاحب کی انتقال کے بعد بند ہو گیا۔ اس کے مضامین بہت دلچسپ ہوتے تھے۔ اس لئے مناسب جانا گیا کہ مرقع قادیانی کے فائل سے بعض بعض زیادہ دلچسپ اور مفید مضامین رسالہ کی صورت میں شائع کئے جائیں چنانچہ یہ رسالہ آپ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اسے قبول کر کے برکت فرمائیگا۔

خاکسار

مینیجر دفتر اہلحدیث امرتسر

ربیع الاول ۱۳۳۹ھ — جنوری ۱۹۲۱ء

مرقع قادیانی

ڈاکٹر ڈوئی امریکن کی موت پر مرزا صاحب کی الہام بافی

مرزا صاحب کی ہمیشہ سے عادت تھی کہ جس وقت وہ الہام شایع کرتے تھے اسوقت خود اُن کو یہ خبر نہیں ہوتی تھی کہ آئندہ کو کیا پیش آئیگا۔ اسلئے جیسا جیسا وقوعہ پیش آتا گئے چھانٹا کرتے تھے۔

امریکہ کے ملک میں ایک شخص ڈاکٹر ڈوئی تھا۔ جس نے بھی مرزا جی کی طرح نبوت کا دعوے کیا تھا۔ جسپر کرشن جی قادیانی کو غصہ آیا کہ اب ہیں۔ ایک ہم اور ایک تو ؏ یاد رکھ ؎

ہم اور غیر دونوں یکجا ہم نہ ہونگے
ہم ہونگے وہ نہ ہونگے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے

مگر وہ کوئی ایسا کوہ وقار تھا کہ اُس نے کبھی پھر کر بھی نہ دیکھا کہ پیچھے کون آتا ہے۔ خدا کی شان قضاء الٰہی سے وہ فوت ہوگیا۔ بس پھر تو مرزا جی کی بن آئی لگے وہ بھی اور اُن کے چیلے بھی بغلیں بجانے۔ چنانچہ ۱۷۔ مارچ سنہ ۱۹۰۷ع کے اخبار الحکم میں ایک مضمون نکلا جو یہ ہے :۔

"حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدق کھل گیا۔ اور کذاب و مفتری ڈوئی مرگیا

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر ؏ چشم بکشا کہ بہ چشم تو نشانیست کبیر

* دیکھو۔ مرقع قادیانی بابت جولائی سنہ ۱۹۰۷ع صفحہ ۴ ٭ مرزا صاحب قادیانی نے سیالکوٹ کی لیکچر میں یہ خطاب اپنے لئے خود تجویز کیا تھا۔ فرمایا تھا کہ ہم ہندوؤں کے لئے کرشن ہیں۔ لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳

امریکہ کے کذاب و مفتری ڈاکٹر جان الگزنڈر ڈوئی کے نام سے الحکم کے ناظرین
اور انڈیا کی مذہبی دنیا بخوبی واقف ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے الیاس اور
عہدنامہ کا رسول ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور بالآخر اس نے مسلمانان عالم کی ہلاکت
کی پیشگوئی بڑے زور شور سے اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ میں کی تھی۔ جس پر حضرت حجۃ اللہ
مسیح موعود (مرزا) علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء کی تیسری سہ ماہی میں اسکا ایک جواب
انگریزی زبان میں بکثرت امریکہ میں شائع کیا تھا۔ اور ستمبر ۱۹۰۲ء کے اردو میگزین میں
اسکا ترجمہ دیا گیا تھا۔ اور اخبارات سلسلہ میں بھی اسکا ذکر کیا گیا۔ اس پیشگوئی کا
خلاصہ یہ تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہو جائیگا" صفحہ

دیکھئے کس زور کی عبارت ہے۔ اور کس مضبوطی سے دعویٰ ہے۔ مگر
ناظرین آگے چلکر جان لینگے کہ یہ مضبوطی نہیں بلکہ ڈھٹائی ہے۔ جبر اس
کے جواب میں ہم نے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۹ - مارچ میں ایک مضمون لکھا
جو یہ ہے :-

کرشن قادیانی اور امریکن ڈوئی :۔ ہمارے مرزا صاحب قادیانی کی طرح امریکہ میں بھی ایک
شخص ڈاکٹر ڈوئی تھا جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اب اسکے مرنے کی خبر آئی ہے۔
جس پر قادیانی کرشن کی پارٹی مارے خوشی کے آپے سے باہر ہوئی جاتی ہے کہ ہمارے
کرشن کی پیشگوئی ثابت ہوگئی۔ اس لئے ہم ان بہادروں سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں
کہ بتلاؤ تمہارے کرشن جی قادیانی نے کب پیشگوئی کی تھی۔ اُس کی تاریخ معہ اصلی
الفاظ کے ظاہر کرو۔ مگر یاد رکھنا مولوی اسمٰعیل مرحوم علیگڈھی اور مولوی غلام دستگیر قصوری
کے معاملہ کی طرح اس کو بھی خود بُردہ نہ کر جانا۔ بلکہ بہت جلد ہمارا معقول جواب دینا۔
بدر اور الحکم وغیرہ کے اڈیٹروں انہیں کھانا حرام ہے جب تک بتا کر کرشن جی کی اصل
پیشگوئی معہ تاریخ شائع نہ کرو۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں
تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش باشد

اس کو دیکھکر الحکم کے اڈیٹر نے الحکم مورخہ ۱۹ - مارچ میں جواب دیا۔ جو یہ ہے

کیا ثناء اللہ مان لیگا؟ | امرتسری منکر مولوی ثناء اللہ امرتسری عجیب وغریب مذبوحی حرکات کرنے کا عادی ہے۔ اور اسکی چشم بینا ایسی بند ہے کہ وہ دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا جب کوئی نشان پورا ہوتا ہے تو اپنے اسلاف منکروں کے نقش قدم پر چلکر کہدیتا ہے سحر مستمر۔ ڈاکٹر ڈوئی مفتری رسول کی موت کی پیشگوئی پوری ہونے پر وہ یہی کہتا ہے کہ نہیں کہا انا اوم ہے جناب۔ مہاتما کرشن جی اصل پیشگوئی تمہاری شایع نہ کردہ ہے راستی ہے تو شود ہر کہ در وغش باشد۔ ہیں! امرتسری منکر کی قسم کی پروا کرتا ہوں کہ ادر ذرہ فکر رانا بچا نہ اش با پدر سانید" پر عمل کرنے کے لئے اسے الحکم ۱۷-مارچ سنہ ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۲ او ۱۳ و ۱۴ کے پڑھنے کی تکلیف دیتا ہوں جہاں پیشگوئی کے اصل الفاظ درج ہیں۔ اب اگر ثناء اللہ ماننا نہ ہے تو اسے تسلیم کہے اور اگر وہ خدائے تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے تو بحالی سے اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اور تکذیب سے باز آئے۔ اڈیٹر الحکم" صفحہ ۱۵۔

اس جواب میں اڈیٹر الحکم نے ہمارے جواب کے لئے ۱۷۔ مارچ کے الحکم کا حوالہ کافی سمجھا جس میں اس نے پیشگوئی کا خلاصہ یہ لکھا تھا کہ

"کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہوجائیگا"

مگر ناظرین بانصاف غور کریں کہ ہم نے جو سوال کیا تھا وہ ڈوئی کے متعلق اصل عبارت سے تھا نہ کہ اسکے خلاصے کے متعلق۔ خلاصہ تمہارا تو اسی قسم کا ہوتا ہے اصل عبارت تو تھی کہ پندرہ ماہ کے اندر آتھم مرجائیگا۔ مگر اسکو چھپا الٹتے چھا الٹتے آخر ایسا تناسخ کے چکر میں ڈالا کہ اس کی اصلی اور نقلی صورت میں اس سے زیادہ فرق معلوم ہوتا ہے جو تھا عقیدۃ تناسخ بداعمال انسان کو بدکرداری کی وجہ سے انسانی شکل سے گھٹتے اور بڑے کی جون نصیب ہوتی ہے۔ مگر ہوشیار اڈیٹر نے کو سمجھ گیا کہ ہماری نیچر کوئی معمولی نہیں۔ اسلئے آپ نے اپنے بزرگ کی طرح ہر کچا لاکی سے اصل عبارت کو چھپا کر اسکے خلاصہ کا حوالہ بتلایا۔ پھر خلاصہ بھی وہ جس کو دیکھکر سوال پیدا ہوا تھا۔

مرزائی پارٹی کا ایک اعلیٰ لیڈر جو گو مرزائی تقلید میں پھنسا ہوا ہے تاہم اس کے قلم سے کبھی کبھی سچ سچ نکل جایا کرتا ہے یعنی قادیانی ریویو کا ایڈیٹر[1] لکھتا ہے

"ہم نہیں کہتے کہ کوئی شخص بلا تحقیق حضرت مسیح موعود (مرزا) کی پیشگوئیوں کو آمنا وصدقنا کہہ دے۔ بلکہ ہم صرف انہیں اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ تحقیق نظر سے غور کریں۔ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۳۰"

اس لیے ہم "بدر را بدر باید رسانید" عمل کر کے کو جس کتاب کا ایڈیٹر الحکم نے حوالہ دیا ہے۔ اسی سے اصل عبارت نقل کرتے ہیں۔ مگر اُن کی طرح خلاصہ نہیں بلکہ اصل مضمون لفظ بلفظ سناتے ہیں۔ ناظرین بغور سنیں۔

مرزا صاحب رسالہ ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء میں صفحہ ۳۴۴ پر لکھتے ہیں۔

"پیارے مسلمان۔ سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں بادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے۔ ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائیگا کہ آیا ڈوئی کا خدا سچا خدا ہے۔ یا ہمارا خدا۔ وہ بات یہ ہے کہ وہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سنائیں۔ بلکہ اُن میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھکر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہو وہ پہلے مرجائے کیونکہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں اسکو ایک بندہ عاجز مگر نبی* جانتا ہوں۔ اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے۔ چاہئے کہ اس دعا کو چھاپ دے اور کم سے کم ہزار آدمی کی اس پر گواہی لکھے۔ اور جب وہ اخبار شایع ہو کر میرے پاس پہنچیگی۔ تب میں بھی جواب اس کے یہی دعا کرونگا۔ اور انشاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھدونگا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلہ سے اور تمام عیسائیوں کے لئے حق کی شناخت کے لئے ایک راہ نکل آئے گی۔ میں نے ایسی دعا کے لئے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوئی نے کی۔ اس سبقت کو دیکھکر غیور خدا نے

* یہاں تو یسوع کو نبی لکھا گیا اور ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶ پر اسی یسوع کو خوب گالیاں سنائی ہیں۔ مرزائیو ان دونوں مقاموں کو دیکھکر اللہ سے ڈر کر فیصلہ کرو۔

[1] مولوی محمد علی ایم اے۔

میرے اور یہ جوش پیدا کیا۔ اور یاد رہے کہ میں اس ملک میں معمولی انسان نہیں ہوں۔ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کا ڈوئی انتظار کر رہا ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس برس کے اندر اندر پیدا ہو جائیگا۔ اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا۔ اور وہ میں ہی ہوں۔ صدہا نشان زمین سے اور آسمان سے میرے لئے ظاہر ہو چکے ایک لاکھ کے قریب میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے ترقی کر رہی ہے۔ ڈوئی کی بیہودہ باتیں اپنے ثبوت میں لکھتا ہے کہ میں ہزارہا بیمار توجہ سے اچھے کئے ہیں ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیوں پھر اپنی لڑکی کو اچھا نہ کر سکا۔ اور وہ مر گئی۔ اور اب تک اس کے فراق میں روتا ہے۔ اور کیوں اپنے اُس مرید کی عورت کو اچھا نہ کر سکا جو بچہ جن کر مر گئی۔ اور اس کی بیماری پر بلایا گیا۔ مگر وہ گذر گئی۔ یاد رہے کہ اس ملک کے صدہا عام لوگ اس قسم کے عمل کرتے ہیں اور سلب امراض میں بہتوں کو مشق ہو جاتی ہے اور کوئی اُن کی بزرگی کا قائل نہیں ہوتا۔ پھر امریکہ کے سادہ لوح پر نہایت تعجب ہے کہ وہ کس خیال میں پھنس گئے۔ کیا اُن کے لئے مسیح کو ناحق خدا بنانے کا بوجھ کافی نہ تھا۔ کہ یہ دوسرا بوجھ بھی انہوں نے اپنے گلے ڈال لیا۔ اگر ڈوئی اپنے دعوے میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے۔ تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائیگا۔ کیا حاجت ہے کہ تمام ملکوں کے مسلمانوں کو ہلاک کیا جاوے؟ لیکن اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا یا اپنے لاف و گزاف کی نسبت دعا کر دی اور پھر دنیا سے قبل میری وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لئے ایک نشان ہوگا مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو۔ بلکہ کسی بیماری سے یا بجلی سے یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندے کے پھاڑنے سے ہو۔ اور ہم اس جواب کے لئے ڈوئی کو تین ماہ تک مہلت دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ ہو۔ آمین۔ صفحہ ۳۴۴

یہ ہے اصل عبارت اس میں مرزا صاحب نے ڈاکٹر ڈوئی کو چیلنج دیا ہے کہ وہ دعا کرے کہ جھوٹا سچے سے پہلے مر جائے۔ یہ نہیں کہ بطور پیشگوئی کہ

اعلان کردیا ہے کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرجائیگا۔

مرزائیو مولویت کے مدعیو! تمہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ جملۂ انشائیہ اور جملۂ خبریہ میں کیا فرق ہوتا ہے۔

معززناظرین! خدارا ذرا کرشن جی کی اصلی عبارت دیکھنے جائیں کہ اس میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا ملتا ہے جس کا یہ مطلب ہو۔ یا مرزا صاحب نے اعلان اور اخبار کے طور پر یہ کہا ہو کہ ہم (مرزا اور ڈوئی) میں سے جو جھوٹا ہوگا سچے کی زندگی میں مرجائے گا۔ بلکہ یہی لکھا ہے کہ ڈوئی یہ دعا کرے کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرجائے۔ لیکن اُس کو وقار ڈوئی نے کرشن جی کو دیہاتی سمجھکر مُنہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا کہ کیا کہتا ہے۔ اُس نے ہرگز یہ دعا نہیں کی بلکہ نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا کہ قادیان میں کون رہتا ہے چنانچہ مرزاجی کے رسالہ ریویو ہی سے اسکا ثبوت ملتا ہے۔ جہاں لکھا ہے:-

"باوجود کثرت اشاعت پیشگوئی کے ڈوئی نے اس چیلنج کا کوئی جواب نہ دیا اور نہ ہی اپنے اخبار "لیوز آف ہیلنگ" میں اس کا کچھ ذکر کیا۔ (ریویو بابت اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴۲)

یہ عبارت بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ ڈوئی نے مرزا صاحب کے حسب منشاء دعا نہیں کی پس جب اُس نے دعا نہیں کی تو پھر یہ پیشگوئی یا مباہلہ نہ ہوا بلکہ یوں کہئے کہ بغیر مباہلہ کے ڈاکٹر ڈوئی کا مرزا صاحب کی زندگی میں مرنا مرزا صاحب کے مباہلہ کی تردید اور کرشن جی کی تکذیب کرتا ہے۔ کیونکہ اُس سے ثابت ہوا کہ اُس کی عمر ہی اتنی تھی۔ اگر وہ مباہلہ کر لیتا تو دو حال سے خالی نہ تھا۔ یا تو مرزا صاحب کی زندگی میں مرتا۔ تو ثابت ہوتا کہ اُن کے مباہلہ یا دعا کا اثر ہے۔ وہ اپنی اجل سے نہیں مرا۔ اور اگر مرزا صاحب کے بعد مرتا تو کھُلی تکذیب ہوتی۔ غرض یہ ہے کہ مرزا صاحب کے حسب منشا نہ تو ڈوئی نے دعا کی اور نہ اُن کے چیلنج کو قبول کیا اس لیئے وہ اس پیشگوئی سے نہیں مرا۔ بلکہ اپنی مقررہ اجل پر مرا ہے۔ جس کو مرزا صاحب کی صداقت اور ثبوت سے کچھ تعلق نہیں تعجب ہے مرزائیوں کے

انصاف پر کس آن بان سے اس واقعہ کو پیشگوئی لکھتے ہیں۔ حالانکہ جس شرط پر پیشگوئی ہوئی تھی وہ شرط متحقق ہی نہیں ہوئی۔ یعنے ڈوئی نے حسب درخواست مرزا صاحب دعا نہیں کی۔ چونکہ یہ بات بہت ہی واضح ہے کہ اذا فات الشرط فات المشروط۔ جب شرط متحقق نہیں تو مشروط بھی ثابت نہیں۔ یعنی جب ڈوئی نے دعا نہیں کی تو مباہلہ بھی نہ ہوا۔ اسلئے قادیانی ریویو کا ہوشیار اڈیٹر لکھتا ہے :-

جب وہ (ڈوئی) نہ تو اسلام کے متعلق دریدہ دہنی سے باز آیا۔ اور نہ ہی کھلے طور پر میدان مقابلہ میں نکلا۔ تو حضرت مسیح موعود نے ایک اور اشتہار جاری کیا۔ اس اشتہار کا عنوان یہ تھا "پگٹ اور ڈوئی کے متعلق پیشگوئیاں" جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہوتا ہے۔ اب یہ خالی مباہلہ کی دعوت نہیں رہی تھی۔ بلکہ اس میں صراحت کے ساتھ ڈوئی کی ہلاکت کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ (اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴۱)

اس عبارت سے دو امر ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ اس اشتہار سے پہلے کی تمام تحریریں مباہلہ یا پیشگوئی نہ تھیں۔ بلکہ دعوت مباہلہ تھی۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا۔ کہ اس اشتہار میں جسکا ذکر اس منقولہ عبارت میں ہے صاف پیشگوئی کی گئی ہے مگر ہم بڑے افسوس سے کہتے ہیں کہ ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا   جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

آخر اس اشتہار کو جو ایڈیٹر مذکور نے نقل کیا تھا پہلے تو اس سب بھی یہ فقرے تعویذ کی طرح جڑے ہوئے نظر آئے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کریگا اور صراحۃً یا اشارۃً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا۔ تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دار فانی کو چھوڑ دیگا۔ یاد رہے کہ اب تک ڈوئی نے میری درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا اور نہ اپنے اخبار میں کچھ تذکرہ کیا ہے۔ اس لئے میں آج کی تاریخ سے جو ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء ہے۔ اس کو پورے سات ماہ کی اور مہلت دیتا ہوں۔ اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابلہ

پر آگیا۔ اور جس طور سے مقابلہ کرنے کی میں نے تجویز کی ہے جسکو میں شایع کرچکا ہوں اگر تجویز کو پورے پورے طور پر منظور کرکے اپنے اخبار میں عام اشتہار دیدیگا تو جلد تر دنیا دیکھ لیگی کہ اس مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔" (ریویو اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴۲)

باوجود اس صاف اور سیدھی تحریر کے اڈیٹر ریویو اپنی عقل و دانش کو بالائے طاق رکھکر لکھتا ہے کہ اس اشتہار میں مفصلہ ذیل امور خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔

(۱) "یہ اشتہار پہلی چٹھی کی طرح صرف ایک چیلنج یعنے مباہلہ کی دعوت ہی نہ تھی[1] بلکہ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے اس میں ڈوئی کے انجام اور اسکی ہلاکت کی صریح خبر درج تھی۔"

گو اس فقرہ میں اڈیٹر ریویو نے اپنی کانشنس اور ضمیر کے خلاف کیا ہے تاہم خدا کی طرف سے اسپر جبر کیا گیا تو دوسرے ہی نمبر میں اُسکے قلم سے یہ فقرہ بھی نکلگیا۔

(۲) مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر توجہ کے قابل ہیں کہ مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کریگا اور صراحتاً یا اشارتاً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا۔ تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑیگا۔ (ریویو اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴۲)

ناظرین! اس فقرہ کو بغور دیکھئے کہ جن لفظوں پر ہم نے خط دیا ہے۔ اُن کو اڈیٹر ریویو نے موٹے لفظوں میں لکھا ہے پس آپ ذرا انصاف سے بتلائیں کہ ان لفظوں میں کوئی لفظ بھی ایسا ہے جسکے معنی پیشگوئی کے ہیں یا محض ایک درخواست ہے اور ڈوئی کو بلایا جاتا ہے کہ آؤ ہم سے مباہلہ کرو۔ اڈیٹر ریویو پیشگوئی کے اصلی الفاظ مانگنے والوں پر جھنجھلا کر اُن کو بے شرم اور بےحیا تو کہتا ہے۔ مگر ناظرین انہی کو الفاظ میں دیکھ سکتے ہیں کہ بےشرم اور بےحیا کون ہے۔

[1] یہ لفظ بھی صاف ظاہر کرتا ہے کہ پہلی چٹھی مندرجہ ریویو ستمبر ۱۹۰۲ء جس کا حوالہ اڈیٹر الحکم نے دیا ہے کوئی پیشگوئی نہ تھی۔ بلکہ محض دعوت مباہلہ تھی یعنے یہ کہا گیا تھا کہ آؤ مباہلہ کرو۔ باوجود اس فتویٰ شہادت کے نہیں معلوم اڈیٹر الحکم وغیرہ کیوں اُسکا حوالہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اہلحدیث میں اسکے متعلق پیشگوئی کے الفاظ مانگے گیے تھے۔ نہ اُس عبارت کے الفاظ جو مباہلہ کی دعوت تھی۔ مباہلہ کی دعوت اور ہے مباہلہ اور پھر مباہلہ اور ہے پیشگوئی اور۔ افسوس ہے کہ مرزائی پارٹی کو ان تینوں امور کا پتہ نہیں یا دانستہ اپنے علم و عقل کے خلاف کر رہے ہیں۔

وہی ہے جیسا کہ ہے جو اپنی تحریر کے آپ خلاف کہے۔ پھر اسی اپنے مخالف کلام کو لیکر سند پیش کرے۔ لاینفعہ الا من سفہ نفسہ۔

مرزائیو! ایمان سے کہنا ایسے شخص کو امام یا لیڈر ماننا کیا اس شعر کا مصداق نہیں ہے

اذا کان الغراب دلیل قوم ٭ سیھدیہم طریق الھالکینا

(جب کوئی گمراہ آدمی کسی قوم کا راہنما ہوگا۔ تو وہ گمراہی کی طرف ہی ہدایت کریگا)

باوجود اس صفائی کے مرزائیوں کی ہتبازی کی یہ کیفیت ہے کہ تمام دنیا کو یا تو اندھا جانتے ہیں یا خود ایسے ہیں کہ دنیا بھر میں کوئی ایسا نہ ہوگا۔ چنانچہ قادیانی پارٹی کا اعلیٰ رکن اڈیٹر ریویو لکھتا ہے

"وہ خدائی فیصلہ جو حضرت مسیح موعود نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا کہ اسے خدا تو کھلے طور پر ڈوئی کے جھوٹ کو دنیا پر ظاہر کردیا۔ وہ فیصلہ ظاہر ہو چکا ہے۔ اور جو پیشگوئی اسکے انجام کے متعلق تیرہ سال پہلے امریکہ اور یورپ میں شائع ہو چکی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہو چکی ہے پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا تھا کہ ڈوئی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں بڑے بڑے دکھ اٹھا کر اور بڑی بڑی حسرتوں کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا" (ریویو اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴۱)

پھر کمال ہوشیاری یہ ہے کہ بڑی صفائی سے اڈیٹر مذکور لکھتا ہے کہ "پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ وہ (ڈوئی) میری آنکھوں کے سامنے اور میرے دیکھتے دیکھتے حسرت اور دکھ کیساتھ اس دنیا کو چھوڑ جائیگا۔ (ریویو اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲۹ سطر ۱۴)

پس ہم بھی اسی ایک بات پر فیصلہ کرتے ہیں کہ پیشگوئی کے یہ الفاظ دکھا دو تو ہم بھی مان جائینگے کہ کرشن جی کی یہ پیشگوئی سچی ہوئی۔

مرزائیو! اور مرزا کے اڈیٹرو! اور تعالیٰ سے ڈرو۔ انصاف کرکے اور تقویٰ سے کام لیکر پیشگوئی کے یہ الفاظ دکھا دو۔ انہیں تو یاد رکھو کہ "مرقع قادیانی" تمہارے ہی مقابلہ کے لئے جاری ہوا ہے۔ تم دیکھو گے کہ عمر بھر اس تقاضا سے تمہاری جان نہ چھوٹیگی۔ آج تک مرزائی جسقدر بہانے اور مذاق سے چلاتے رہے ہیں۔ اس سے زیادہ چلاؤ گے

نازک کلامیاں مری توڑیں عدو کا دل   میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

سچے اور جھوٹے مسیح میں رقابت

آجکل کچھ ایسا دستور ہو رہا ہے کہ جھوٹے دوکاندار جب اپنی دوکان کا اشتہار دیتے ہیں تو خواہ مخواہ بھی دوسرے دوکانداروں کی طرف کوئی نہ کوئی لفظ نوک جھونک کا لکھ دیتے ہیں۔ اور کچھ نہیں تو اتنا ضرور ہی لکھینگے کہ "جھوٹے دغا بازوں سے بچو"۔ یہی حال ہمارے پنجابی متنبی مرزا صاحب قادیانی کا ہے کہ جب سے آپ نے مسیحیت کا دعویٰ کیا ہے خواہ مخواہ آپ حضرت مسیح کی کسی نہ کسی لفظ میں تحقیر شان کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ نے اپنے ازالہ میں لکھا ہے

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم   عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

پھر دافع البلا میں لکھا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو   اس سے بہتر غلام احمد ہے

گو اس قسم کی عبارات توہین مسیح میں صاف ہیں۔ لیکن مرزا جی کے معتقدین پھر بھی ان کی تاویلات رکیکہ کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے آج ہم ایک ایسی عبارت مرزا جی کی توہین مسیح میں تازہ دکھاتے ہیں۔ جسکے دل میں ذرا بھی حضرات انبیاء خصوصاً حضرت مسیح علیہم السلام کی عظمت اور عزت ہوگی وہ بھی مرزا صاحب پر نفرین کریگا۔ اور جان جائیگا کہ قادیانی متنبی اشتہاری دوکانداروں کی طرح خواہ مخواہ بزعم خود حضرت مسیح کو اپنا رقیب سمجھتا ہے۔ بہر حال وہ عبارت یہ ہے:-

قادیانی اخبار بدر مورخہ ۹ مئی ۱۹۰۷ء میں مرزا صاحب کے کلمات طیبات کی ذیل میں لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے فرمایا

"دوبارہ آمد" فرمایا ایک دفعہ حضرت مسیح زمین پر آئے تھے تو اُسکا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آکر وہ کیا بنائینگے کہ لوگ اُن کے آنے کے خواہشمند ہیں"

اس عبارت کا صاف مطلب ہے کہ حضرت مسیح کی تعلیم سے لوگ مشرک ہوئے ہیں حضرت نے اتنا بھی نہیں سوچا کہ قرآن مجید تو مسیح کی برات کرتا ہے اور صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ اُس نے صرف توحید کی تعلیم دی تھی۔ پھر اُس کی عظمت اور بزرگی بتلانے کو وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ فرمایا (یعنے دین و دنیا میں عزت والا اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہے) مگر مرزا صاحب اپنی رقابت کا ذبہ کے زعم میں عیسائیوں کی غلطی کو اُس پاک نبی اور برگزیدہ بندہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

مرزائیو! اب بھی کہو گے کہ تمہارا مہدی اور کرشن حضرت مسیح کی توہین نہیں کرتا۔ ؏

اگر اب بھی نہ وہ سمجھے تو اُس بُت سے خدا سمجھے

قادیانی مشین میں الہام بافی

قادیانی مشین کے بڑے الہام بافی میں کچھ ایسے تیز ہیں کہ ادن میں ہزارہا الہام بُن ڈالتے ہیں۔ الہاموں کا شمار تو ناظرین کو غالباً معلوم ہوگا۔ مگر اُن کے بُننے جانے کی کیفیت شاید معلوم نہ ہو۔ پس آج ہم اس الہام بافی کی کیفیت بتلاتے ہیں کہ یہ الہام قادیانی مشین میں کس طرح تیار ہوتے ہیں۔ ناظرین غور سے سنیں۔

اپریل کے مہینے میں مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے کاپیاں صحیح کرانے کے لئے منشی غلام محمد کاتب کو خط لکھا جو قادیان میں مرزا صاحب کا کام کرتا تھا۔ کہ بٹالہ میں آکر ہمارا کام کر دو۔ اور اگر تمہیں آنے کی فرصت نہ ہو تو میں ہی قادیان میں آجاؤنگا۔ مگر الگ کسی مکان میں رہونگا۔ اس امر کی اطلاع جب مرزا صاحب کو ہوئی کہ مولوی صاحب قادیان میں آنا چاہتے ہیں۔ تو مرزا صاحب نے کئی ایک دعوتی خط مولوی محمد حسین صاحب کو لکھے جنمیں سے چند ایک فقرات

؎ مرقع جولائی ۱۹۰۷ء صہ ا

ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

"جناب مولوی صاحب سلمہٗ۔ بعد دعائے مخلصانہ میں نے رقعہ آپ کا پڑھ لیا۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میں ایک سخت ضرورت کے باعث چند روز تک میاں غلام محمد کاتب کو اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ میرے پرانے زمانے کے دوست ہیں اور آپ سے مجھے دلی محبت باوجود اُس مذہبی اختلاف کے جو قضا و قدر سے درمیان میں آگیا ہے جسکو خدائے علیم جانتا ہے۔ آپ بلا تکلف دو تین روز کے لئے یہاں آجائیں۔ کوئی امر مذہبی درمیان میں نہیں آئیگا۔ اور مجھ سے آپ ہر طرح تواضع پائیں گے۔ اور آپ کا مضمون اس جگہ کے مطبع میں چھپ بھی سکتا ہے۔ ۱۵- اپریل ۱۸۹۶ء " خاکسار غلام احمد از قادیاں

اس خط میں کس لجاجت نرمی اور چاپلوسی سے مولوی صاحب موصوف کو دعوت دے کر بلایا ہے۔ خیر اس چال کا حشر تو یہ ہوا کہ اتنے میں خاکسار کو اس خط و کتابت کی خبر ہوئی تو بحکم "گونگے کی بولی گونگے کی ماں جانے" خاکسار نے مرزا جی کے مطلب کو پالیا کہ حضرت جی اس میں معجزہ نمائی کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے مولوی صاحب کو بلیغ فوراً لکھا کہ اتنے کام کیلئے آپ قادیان میں نہ جائیں میں اپنا کام چھوڑ کر آپ کا یہ کام کرادونگا۔ مولوی صاحب موصوف نے بھی یہی مناسب سمجھا۔ اور امرتسر تشریف لے آئے۔ مگر مرزا صاحب نے چونکہ مولوی صاحب کو بلانے کے لئے بڑی کوشش کی تھی اُن کو رات دن یہی خیال تھا۔ کہ مولوی صاحب آئے کہ آئے۔ اسلئے اُن کو بقول "بلی کو چھیچھڑے دکے خواب" ۱۱- مئی کو ایک خواب آیا۔ جو ۱۶- مئی کے بدر میں ان لفظوں میں چھپا کہ:-

"رؤیا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کو دیکھا کہ وہ ہمارے مکان میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کسی اپنے آدمی کو کہا کہ مولوی صاحب کو خاطرداری سے کھانا کھلانا چاہیئے۔ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم کہ وہ دن نزدیک ہے کہ خدائے تعالےٰ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کو خود رہنمائی کرے کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ بھی ایک الہام سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ آخر وقت

ہیں اُن کو سمجھ دیگا کہ انکار کرنا اُنکی غلطی تھی۔ اور یہ کہ ہیں اپنے دعویٰ مسیح موعود میں حق پر ہوں مگر معلوم نہیں کہ آخر وقت کے کیا معنے ہیں۔" (بدر ۱۲ مئی ۱۹۰۸ء)

اس خواب اور اس خط کو ملانے سے مرزائی الہام بافی کی کیفیت یہ معلوم ہوئی کہ جو امر دن کو آپ کی آنکھوں کے سامنے اور دماغ کے اندر مضبوطی سے جگہ پکڑے ہوتا تھا وہی رات کو خواب آتا تھا۔ اسی کا نام الہام ہے اور اسی کو کہتے ہیں بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔

باقی رہا آپ کا یہ نتیجہ نکالنا کہ مولوی صاحب موصوف آخر کار اپنی غلطی کا اقرار کرینگے اور مجھے مان جائینگے سو یہ آپ کی پرانی تمنا ہے چنانچہ "اعجاز احمدی" میں بھی آپ یہ لکھ چکے ہیں۔ ؎

اظلب حسین ھندی ربنا یطنہ ٭ عجیب وعند اللہ ھین وایسن

کیا محمد حسین کا دل ہدایت پر آجائیگا کون گمان کرسکتا ہو عجیب بات ہے اور خدا کے نزدیک سہل اور آسان ہے۔

مگر انشاء اللہ یہ صرف آپ کی اُمنگ ہی امنگ رہیگی جیسی کہ آجتک آسمانی منکوحہ کے وصال سے حسرت ہے کہ باوجود آسمان پر نکاح ہو چکنے کے آپ کے دل سے حسرت بھری آہیں سینے میں آتی رہی۔ ؎

جُدا ہوں یار سے ہم اور نہوں رقیب جُدا ٭ ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جُدا

اسی طرح آپ اس حسرت کو بھی سینہ میں ساتھ ہی لیجائینگے۔ اور مولوی صاحب ممدوح برابر آپ کا سر کوٹتے رہینگے۔

مرزا صاحب کا فتویٰ طاعونی مُردوں کے دفن کے متعلق

بلا سے کوئی ادا اُن کی بدنما ہو جائے کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا

مرزاجی کی نیرنگیاں جو خاکسار کو معلوم ہیں کاش مرزاجی کے مُریدوں خصوصاً علم و فضل کے مدعیوں کو معلوم ہوں تو ایک سیکنڈ کے لئے بھی مرید نہیں رہ سکتے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ طاعون میرے مخالفوں پر عذاب بھیجا گیا ہے میرے مرید اس سے محفوظ رہینگے چنانچہ رسالہ (کاغذی) کشتی نوح میں لکھا تھا۔

"اگر ہمارے لئے آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکا کراتے۔ اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا کہ اس زمانے میں انسانوں کو ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھا دے سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا۔ اور وہ جو کامل پیروی اور سچے تقوےٰ سے تجھ میں محو ہو جائیگا۔ وہ سب طاعون سے بچائے جائینگے" (روحانی ۲)

اس عبارت کی مزید تشریح کی حاجت نہیں کیونکہ مضمون صاف ہے کہ مرزاجی اور اُنکے گھر والے اور اُن کے راسخ الاعتقاد فنافی الشیخ جنکو فنافی المرزا کہنا بجا ہو طاعون سے محفوظ رہینگے۔ اسی مضمون کو مرزاجی نے کتاب مواہب الرحمٰن میں اور بھی واضح کر دیا ہے جس کے ہم مشکور ہیں آپ فرماتے ہیں:-

انا من الطاعون امان و لاتخوفونی من هذہ النیران فان النار غلامنا بل غلام الغلمان (ص ۲۲)

یعنی ہمارے لئے طاعون سے امان ہے۔ مجھکو طاعون سے مت ڈراؤ۔ طاعون ہمارا غلام یعنے تابعدار ہے بلکہ غلاموں کا غلام ہے۔ لا مگر چونکہ مرزاجی کو اپنا اندر کا پول معلوم تھا کہ ڈھول کی آواز ہی آواز ہے۔ اندر کچھ نہیں اس لئے آپ نے طاعون زدوں سے بڑی احتیاط اور پرہیز کے حکم صادر

لہ مرقع بابت جولائی ۱۹۰۷ء ص ۱۲

گئے یہاں تک کہ مرزا جی کا مقرب اخبار البدر کا اڈیٹر محمد افضل جب طاعون
ہی سے قادیان میں مرا۔ تو مرزا اور مرزائیوں نے اس سے کوئی ہمدردی نہ
کی۔ بلکہ جس مسجد میں اس کی چارپائی الگ کی گئی تھی بحکم مرزا جی اس مسجد کے کنوئیں
سے رسی اور ڈول کئی دنوں تک اترا رہا۔ تاکہ کہیں اس کنوئیں کا پانی سقے گھروں
میں نہ لے آویں۔ نہ اس کے جنازہ پر کوئی گیا۔ اسی طرح قاضی امیر حسین بھیروی
کا جوان لڑکا طاعون کی بھینٹ چڑھا۔ اور مرزائیوں نے اس سے بھی وہی سلوک کیا
جو افضل مذکور سے کیا تھا۔ تو قاضی موصوف نے مرزا جی کی خدمت میں آکر بہت شور
وغل کیا کہ آپ کے مرید تو کافروں سے بدتر ہیں۔ کسی میں ہمدردی نہیں۔ نہیں
وہ نہیں۔ اس پر مرزا جی کو ہوش آیا تو آپ نے ایک تقریر کی جو ۱۴ مئی ۱۹۰۵ء کے
اخبار بدر قادیان میں چھپی تھی جو یہ ہے۔

اس وقت تمام جماعت کو نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنی جماعت کے اندر طاعون کے بیماروں
اور شہیدوں کے ساتھ پوری ہمدردی اور اخوت کا سلوک کرنا چاہئے۔

یاد رکھو تم میں اس وقت دو اخوتیں جمع ہو چکی ہیں۔ ایک تو اسلامی اخوت اور دوسری
اس سلسلہ کی اخوت ہے۔ پھر ان دو اخوتوں کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری ہو تو
یہ سخت قابل اعتراض امر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو تم خارج از مذہب سمجھتے ہو
اور وہ تم کو کافر کہتے ہیں ان میں ایسے موقع پر سرد مہری نہیں ہوتی۔ جن لوگوں سے یہ سرد
مہری ہوتی ہے وہ دو باتوں کا لحاظ نہیں رکھتے افراط اور تفریط کا۔ اگر افراط اور
تفریط کو چھوڑ کر اعتدال سے کام لیا جائے تو ایسی شکایت پیدا نہ ہو۔ جبکہ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ
وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ کا حکم ہے تو پھر ایسے مردوں سے گریز کیوں کیا جائے۔ اگر کسی
کے مکان کو آگ لگ جائے اور وہ فریاد کرے۔ تو جیسے یہ گناہ ہے کہ محض اس خیال
سے کہ میں نہ جل جاؤں۔ اس مکان کو اور اس میں رہنے والوں کو جلنے دے اور جا کر آگ
بجھانے میں مدد نہ دے۔ ویسے ہی یہ بھی معصیت ہے کہ ایسی بے احتیاطی سے اس میں
کود پڑے کہ خود جل جائے۔ ایسے موقع پر احتیاط مناسب کے ساتھ ضروری ہے کہ آگ بجھانے

میں اُس کی مدد کرے۔

پس اسی طریق پر یہاں بھی سلوک ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے جا بجا رحم کی تعلیم دی ہے۔ کہ یہی اخوۃ اسلامی کا منشاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس میں بھائی ہیں۔ ایسی صورت میں کہ تم میں اسلامی اخوۃ قائم ہو۔ اور پھر اس سلسلہ میں ہونے کی وجہ سے دوسری اخوۃ بھی ساتھ ہو۔ یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو اور قضا و قدر سے اُسے ماتم پیش آ جائے تو دوسرا تجہیز و تکفین میں بھی اُسکا شریک نہ ہو ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہیں ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنگ میں شریک ہوتے یا مجروح ہو جاتے تو میں یقین نہیں رکھتا کہ صحابہ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہوں۔ یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر راضی ہو جاتے ہوں کہ وہ اُن کو چھوڑ کر چلے جاویں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بیماریوں کے وقت ہمدردی بھی ہو سکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ سے یہ مسئلہ ملتا ہی نہیں کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بھی جاتی ہے[1]۔ ہاں جسقدر تجارب سے معلوم ہوتا ہے۔ اُسکے لیے بھی نص قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے۔ جہاں ایسا مرکز دبا کا ہو کہ وہ شدت سے پھیلی ہوئی ہو۔ وہاں احتیاط کر لے یہی مناسب ہے۔ لیکن اسکے بھی یہ معنے نہیں کہ ہمدردی چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ انسان ایک میت سے اسقدر احتیاط کرے کہ میت کی ذلت ہو۔ اور پھر اُسکے ساتھ جماعت کی ذلت ہو۔ خوب یاد رکھو کہ ہرگز اس بات کو نہیں کرنا چاہیئے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے تمہیں باہم بھائی بنا دیا ہے۔ پھر نفرت اور بُعد کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر وہ بھی مر گیا تو اُس کی بھی کوئی خبر نہیں لیگا۔ اور اس طرح پر اخوۃ کے حقوق تلف ہو جائینگے۔ خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جو شخص حقوق العباد کی پروا نہیں کرتا۔ وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امر الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔

یہ خوب یاد رکھو اللہ تعالیٰ پر توکل بھی کوئی شے ہے۔ یہ مت سمجھو کہ تم شر سے بچ سکتے ہو

[1] مرزا صاحب کی اُردو ایسی ہی تھی جس میں مذکر مونث کی تمیز لازمی نہ تھی (مرتب)

بچ سکتے ہو۔ جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنائے اسوقت تک اللہ تعالیٰ اُسکی کچھ پروا نہیں کرتا۔ خواہ ہزار بھاگتا پھرے کیا وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوتے ہیں وہ پرہیز نہیں کرتے۔ ہمیں تے سنا ہے کہ لاہور میں نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تھا وہ مبتلا ہو گیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہیں۔ نرا پرہیز کوئی چیز نہیں۔ جبتک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس یاد رکھو کہ حقوق اخوۃ کو ہرگز نہ چھوڑو۔ ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہینگے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہو گیا ہے کبتک جاری رہے۔ لیکن مجھے یہی بتایا گیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ اللہ تعالیٰ کبھی حالت قوم میں تبدیلی نہ کریگا جبتک لوگ دلوں میں تبدیلی نہ کرینگے۔ ان باتوں کو سن کر تو ہر شخص جواب دینے کو طیار ہو جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ استغفار بھی کرتے ہیں۔ پھر کیوں مصائب اور بلا آجاتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہوتا ہے سمجھا کچھ اور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے ناپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا جو اُس میں رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہیئے اگر ایک تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کیجائے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھالے تو کیا وہ سیری کا باعث ہو سکیگا۔ اور پانی کے پیالہ کی بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکیگا ہرگز نہیں۔ یہی حال اعمال کا ہے جبتک وہ اپنے پیمانہ پر نہوں وہ اوپر نہیں جاتے ہیں۔ یہ سنت اللہ ہے جسکو ہم بدل نہیں سکتے۔ پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پلے باندھ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کریں تو طاعون نہ ہوگا پرہیز کرو جہانتک مناسب ہے۔ لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی خدا سے سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجہیز و تکفین میں مدد دینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقہ و خیرات کی طرح ہی ہے اور ایک قسم کی خیرات ہے۔ اور یہ حقوق العباد ہیں جو فرض ہیں جیسے کہ خدا تعالیٰ اپنے صوم و صلوٰۃ

اپنے لئے فرض کیا ہے اسی طرح اس کو بھی فرض ٹھہرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا کبھی یہ مطلب نہیں ہے کہ احتیاط کرتے کرتے اخوت ہی کو چھوڑ دیا جائے۔ ایک شخص مسلمان ہو پھر سلسلہ میں داخل ہو اور اسکو یوں چھوڑ دیا جائے جیسے کتے کو یہ بڑی غلطی ہے جس زندگی میں اخوت اور ہمدردی ہی نہ ہو وہ کیا زندگی ہے۔

پس ایسے موقع پر یاد رکھو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پائیں۔ ہاں مناسب احتیاط بھی کرو۔ مثلاً ایک شخص طاعون زدہ کا لباس پہن لے یا اس کا پس خوردہ کھا لے تو اندیشہ ہے کہ وہ مبتلا ہو جائے۔ لیکن ہمدردی یہ نہیں بتاتی کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی رعایت رکھکر اسکی خبر گیری کرو۔ اور پھر جو زیادہ وہم رکھتا ہو وہ غسل کر کے صاف کپڑے بدل لے۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ الآیہ یعنی جو شخص کسی نفس کو بلا وجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے۔ ایسا ہی میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ زندگی سے اسقدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے حقوق اخوت کو کبھی نہ چھوڑو۔ وہ لوگ بھی تو گذرے ہیں جو دین کے لئے شہید ہوئے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ بیمار ہو اور کوئی اُسے پانی تک نہ دینے جائے۔

خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو۔ بعض ملا ایسے ہیں جنہوں نے صدہا طاعون سے مرے مُردوں کو غسل دیا اور انہیں کچھ نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ وبائی ایام میں اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہو تو وہاں سے نکل جائے۔ لیکن جب زور شور ہو تو مت بھاگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا کہ تم ابواب متفرقہ سے داخل ہونا اس لحاظ سے کہ بادا کوئی جاسوس سمجھکر پکڑ نہ لے۔ احتیاط تو ہوئی۔ لیکن قضا و قدر کے معاملہ کو کوئی روک نہ سکا۔ وہ ابواب متفرقہ سے داخل ہوئے لیکن پکڑے گئے پس

یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو مضبوط رکھو۔ قطع حقوق معصیت ہے اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ ایسا پرہیز اور بعد جو ظاہر ہو وہ عقل اور انصاف کی رو سے صحیح نہیں۔ ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو تجربہ میں مضر ثابت ہوئے ہیں۔

یہ جماعت جس کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اسکا بھی یہی حال ہو کہ ان میں اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی۔ میں دوسرا پہلو نہ بیان کرتا لیکن مجھے چونکہ سب سے ہمدردی ہے اسلیئے اسے بھی میں نے بیان کرنا ضروری سمجھا۔

بہر حال باہم ہمدردی ہو۔ اور اب میں اس دعا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹھا لے۔ آمین (بدر ۴۔ مئی ۱۹۰۵ء)

اس ساری تقریر میں دو تین ہی باتوں کا ذکر ہے جسکو شیطان کی آنت سے بھی حسب عادت لمبا کیا گیا ہے۔ (۱) مرزائیوں میں طاعون ہے اور ضرور ہے۔ (۲) یہ کہ طاعون متعدی مرض نہیں ہے۔ (۳) طاعونی مردوں کی بے عزتی نہیں چاہیئے ان کے دفن کفن میں شریک ہونا چاہیئے۔ بہت خوب ہمیں اس میں بحث نہیں۔ ہمارا مقصود ابھی آگے ہے۔ مگر اس مقصود سے پہلے ہم ایک لطیفہ بتلانا ضروری جانتے ہیں۔

اس تقریر میں یہ ذکر ہے کہ اس جماعت میں اگر اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی۔ مگر دوسرے ایک موقع پر مرزا جی خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ میرے مرید بد خلق ہیں۔ بد تہذیب نامراد ہیں۔ ناپاک باطن وغیرہ ہیں۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں:۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے ابتک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر۔ اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں۔ کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو

بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیکم نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں۔ اور انہیں سفلہ اور خود غرض اسقدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنے ادنے خود غرضی کی بنا پر لڑتے ہیں اور ایک دوسرے سے دست بدامن[1] ہوتے ہیں۔ اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایکدوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں

(اشتہار التوائے جلسہ ملحقہ برسالہ شہادۃ القرآن)

اس مرزائی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی کی تشریف آوری سے اسلام کو کوئی ایسا بڑا فائدہ نہیں ہوا جتنا کہ نقصان ہوا ہے۔ خیر یہ بھی سہی۔ اس سے بھی ہمارا مطلب نہیں۔ بلکہ مطلب ہمارا آگے آتا ہے۔ مرزا جی نے ۱۰۔ اپریل ۱۹۰۲ء کے الحکم میں ایک نیا سرکلر جاری کیا جو قابل غور ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"یہ دن خدا تعالیٰ کے غضب کے دن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کئی بار مجھے بذریعہ وحی فرمایا ہے کہ غضبت غضبا شدیداً آجکل طاعون بہت بڑھتا جاتا ہے اور چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ میں اپنی جماعت کے واسطے خدا تعالیٰ سے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے۔ مگر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں اور پھر ان کا حشر اپنے اپنے اعمال کے مطابق ہوگا۔ دیکھو حضرت نوح[2] کا طوفان سب پر پڑا اور ظاہر ہے کہ ہر ایک مرد عورت اور بچے کو اس سے پورے طور پر خبر نہ تھی کہ نوح کا دعوے اور دلائل کیا ہیں۔ جہاد میں جو فتوحات ہوئیں وہ سب اسلام کی صداقت کے واسطے نشان تھیں لیکن ہر ایک میں کفار کے ساتھ مسلمان بھی مارے گئے۔ کافر جہنم کو گیا مسلمان شہید کہلایا۔ ایسا ہی طاعون ہماری صداقت کے واسطے ایک نشان ہے اور ممکن ہے کہ اس میں ہماری جماعت کے بعض آدمی بھی شہید ہوں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور دعا میں مصروف ہیں کہ وہ ان میں اور غیروں میں تمیز قائم رکھے[3] لیکن جماعت کے آدمیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے

[1] مرزائیو! کیا تم ایسے ہی ہو۔ افسوس!؟
[2] اسکا ثبوت کیا؟
[3] جب دونوں مرے تو تمیز کیسی؟

کچھ نہیں بنتا۔ جبتک کہ ہماری تعلیم پر عمل نہ کیا جائے۔ سب سے اول حقوق اللہ کو ادا کرو۔ اپنے نفس کو تمام جذبات سے پاک رکھو۔ اسکے بعد حقوق عباد کو ادا کرو۔ اور اعمال صالحہ کو پورا کرو۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ۔ اور تضرع کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے رہو۔ اسکے بعد اسباب ظاہری کی رعایت رکھو۔ جس مکان میں چوہے مرنے شروع ہوں اُسے خالی کر دو۔ اور جس محلے میں طاعون ہو اُس محلہ سے نکل جاؤ اور کسی کھلے میدان میں جا کر ڈیرا لگاؤ۔ جو تم میں سے تقدیر الٰہی طاعون میں مبتلا ہو جائے اُس کے ساتھ اور اسکے لواحقین کے ساتھ پوری ہمدردی کرو اور ہر طرح سے مدد کرو۔ اور اسکے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو۔ لیکن یاد رہے کہ ہمدردی کے یہ معنے نہیں کہ اُس کے زہریلے سانس یا کپڑوں سے متاثر ہو جاؤ۔ بلکہ اُس اثر سے بچو۔ ایسے کھلے مکان میں رکھو۔ اور جو خدانخواستہ اس مرض سے مر جائے۔ وہ شہید ہے۔ اُسکے واسطے ضرورت غسل کی نہیں[1] اور نہ نیا کفن پہنانے کی ضرورت ہے۔ اُسکے وہی کپڑے رہنے دو اور ہو سکے تو ایک سفید چادر اُس پر ڈال دو۔ اور چونکہ مرنے کے بعد میت کے جسم میں زہریلا اثر زیادہ ترقی پکڑتا ہے۔ اس واسطے سب لوگ اُسکے اردگرد جمع نہ ہوں۔ حسب ضرورت دو تین آدمی اُس کی چارپائی کو اٹھائیں۔ باقی سب دور کھڑے ہو کر مثلاً ایک سو گز کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر جنازہ پڑھیں۔ جنازہ ایک دعا ہے اور اُس کے لئے ضروری نہیں کہ انسان میت کے سر پر کھڑا ہو۔ جہاں قبرستان دور ہو مثلاً لاہور میں سامان ہو سکے تو کسی گاڑی یا چھکڑے پر میت کو لاد کر لیجائیں۔ اور میت پر کسی قسم کی جزع فزع نہ کی جائے خدا کے فعل پر اعتراض کرنا گناہ ہے۔ اس بات کا خوف نہ کرو کہ ایسا کرنے سے لوگ تمہیں بُرا کہینگے وہ پہلے کب تمہیں اچھا کہتے ہیں۔ یہ سب باتیں شریعت کے مطابق ہیں اور تم دیکھ لوگے کہ آخر کار وہ لوگ جو تم پر ہنسی کرینگے خود بھی ان باتوں میں تمہاری پیروی کرینگے۔ مکرر یہ بہت تاکید ہے کہ جو مکان بہت تنگ اور تاریک ہو۔ اور ہوا اور روشنی خوب طور پر نہ آ سکے اُسکو بلا توقف چھوڑ دو۔ کیونکہ خود ایسا مکان ہی خطرناک ہوتا ہے۔ گو کوئی چوہا بھی اُس میں نہ مرا ہو۔ اور حتی المقدور مکانوں کی چھتوں پر رہو۔ نیچے کے

[1] مرزائیو! کوئی آیت یا حدیث اس دعوی پر لا سکتے ہو؟

کے مکان سے پرہیز کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو صفائی سے رکھو۔ نالیاں صاف کراتے رہو۔ سب سے
مقدم یہ کہ اپنے دلوں کو بھی صاف کرو اور خدا کے ساتھ پوری صلح کرلو۔ (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء)

ناظرین! خدارا۔ اس مسیح کی حکمت عملیاں دیکھتے جائیں کہ پہلے سرکلر مندرجہ ۴ مئی ۱۸۹۸ء میں کیا ہدایتیں کرتا ہے اور کیسا برادرانہ سلوک سکھاتا ہے کہ میت کو ذلیل نہ کرو۔ پرہیز سے کیا ہوتا ہے۔ ایک ملا دہریہ شدہ سینکڑوں طاعونی مردوں کو غسل دیتا ہے اسکو کچھ بھی ضرر نہیں ہوتا۔ قرآن مجید سے طاعون کا متعدی ہونا ثابت ہی نہیں بلکہ محض وہم ہے۔ وغیرہ۔ اسکو دوبارہ پڑھیئے۔ مگر اس مضمون میں میت کے قریب جانے سے بھی روکتا ہے۔ تین چار آدمی چارپائی اٹھا کر چلیں بلکہ ہٹ کر دور رہیں بلکہ جنازہ بھی سو گز کے فاصلہ پر پڑھیں۔ واہ سبحان اللہ (مرے مردود نہ فاتحہ نہ درود)

مرزائی دوستو! الیس منکم رجل رشید کیا تم میں کوئی بھی سمجھ دار نہیں؟ ضرور ہوگا۔ جب بڑے میاں نے پہلی بات کہی تھی اس وقت بھی تم لوگوں نے سچا کہا تھا۔ اور جب یہ دوسری بات فرمائی تو اسوقت بھی تم لوگوں نے آمنا وصدقنا کہا۔ اس لئے تمہارے حال پر سخت رحم آتا ہے کہ تم لوگوں نے بے سوچے سمجھے مرزا جی کو اپنا امام بنا رکھا ہے۔ جسے اتنی بھی خبر نہیں کہ شریعت کے کیا اصول ہیں یا میں نے پہلے کیا کہا تھا اور اب کیا کہتا ہوں۔ سچ ہے۔؎

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کرینگے۔ کیا وعدہ انہیں کرکے مکرنا نہیں آتا

ناظرین اس منقولہ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ ڈاکٹری طریق سے پرہیز کرو اور اسباب پر اعتماد کرو۔ ناظرین اب اس خلاصہ کو ملحوظ رکھکر اس بزرگ کا ایک اور قول سنو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

اعلموا ان الاسباب اصل عظیم الشرک الذی لا یغفر وانها اقرب ابواب الشرک واوسعها الذی لا یحذرو کم من قوم اهلکهم هذا الشرک وادهى فصاروا کالطبیعیین والدهریین (مواہب الرحمٰن)

یعنی اسباب طبعیہ کا پابند ہونا شرک کی بڑی جڑ ہے جو کبھی نہ بخشا جائیگا اور شرک کے سب دروازوں سے بہت قریب یہ دروازہ (اسباب طبعیہ) کا ہے۔ اور سب سے

فراخ اور چوڑا اس شخص کے حق میں جو شرک سے بچتا نہیں۔ بہت سی قوموں کو اس شرک یعنی اسباب کے استعمال اور بھروسہ نے گمراہ کر دیا۔ پس وہ طبیعی یا دہریہ ہو گئے۔

مرزا جی کے مریدو! مرزا صاحب سے تم پوچھ سکتے ہو یا ہمیں اپنی طرف سے پوچھنے کی اجازت دے سکتے ہو کہ جب اسباب پر بھروسہ کرنے سے آدمی گمراہ اور مشرک ہو جاتا ہے تو آپ نے ۱۰۔ اپریل کے اخبار الحکم میں جو سرکلر دیا ہے کہ طاعونی مردے میں زہریلا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ تو یہ پرہیز جو آپ نے بتایا ہے۔ اسباب کے لحاظ سے ہے یا کچھ اور۔ پھر آپ بھی اس کی پابندی سے مشرک ہوئے یا نہیں۔؟

مرزائیو! تمہاری وکالت میں ہم نے سوال تو کر دیا ہے۔ مگر جواب ملنے کی توقع نہیں۔ پس اب تم جانو اور تمہارا امام ہم نے تو تم کو اس شرک کا ثبوت دینا تھا۔ جو دیدیا۔ اب تم جانو اور وہ۔ ؎

مرا دِیما بالنصیحت بود وگفتیم ۔۔۔ حوالت با خدا کردیم و رفتیم

ناظرین! مرزا جی جو خاکسار سے خفا ہیں کہ اس نے میرے سلسلہ کو ہلا دیا بہت نقصان پہنچایا۔ یہ کیا وہ کیا۔ اس کی وجہ آپ لوگ سمجھ گئے ہونگے کہ یہی معقول بحث ہے جو واقعات صحیحہ پر مبنی ہوتی ہے۔ نہ کہ زبانی رام کہانی اور گالی گلوچ ؎

کیا لطف کہ غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

سید احمد خاں[1] اور مرزا صاحب قادیان

میرے محبوب کے دونوں نشاں ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

اس مضمون میں ہم ان دونوں نام آوروں کی پبلک زندگی کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ پبلک زندگی سے ہماری مراد فن تصنیف ہے۔ جسکی وجہ سے ان دونو نام آوروں کو نام آوری نصیب ہوئی ہے اسی فن میں ہم اُن کا مقابلہ دکھائینگے اور اس سے زیادہ یہ نہیں ہوگا کہ ان میں سے کسی ایک کے مذہبی خیالات کے ہم منکر یا موید ہوں۔ بلکہ صرف فن تصنیف میں مقابلہ منظور ہے۔ چنانچہ ہم پہلے فن تصنیف کی ایک مختصر سی تعریف کرتے ہیں۔

تصنیف کے معنے ہیں واقعات صحیحہ کو جمع کر کے نتیجہ نکالنا۔ نتیجہ نکالنا غلطی ہو جانا اور بات ہے۔ مگر واقعات صحیحہ کا پیش کرنا بہت ضروری ہے۔ پس اس تعریف کے مطابق ہم ان دونوں مصنفوں کا مقابلہ دکھاتے ہیں۔

کچھ شک نہیں کہ سرسید احمد خاں کے مذہبی خیالات کچھ بھی ہوں مگر اُن میں بڑا کمال تھا کہ واقعات کی تلاش میں بہت کوشش کرتے تھے۔ مخالف عبارت یا مخالف کے کلام کو نقل کی ضرورت ہوتی تو پوری نقل کر کے کتاب اور صفحات کا حوالہ بھی دیتے چنانچہ اُن کی تصنیفات تفسیر خطبات وغیرہ کے دیکھنے والوں پر یہ امر مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرسید کی تصنیفات دیکھنے سے اُنکا معتقد تو اُن سے باقاعدہ مباحثہ کرنے پر قدرت پاسکتا ہے مگر مرزا صاحب قادیانی ایسے نہیں بلکہ مخالف کے کلام کو جہاں نقل کرتے ہیں ایسی طرح سے کرتے ہیں کہ نہ اُسکا سر سالم رہتا ہے نہ پیر۔

اگر ہم اس دعوی کو یونہی بے حوالہ چھوڑ دیں۔ تو ہم بھی مرزا صاحب کی طرح ہونگے۔ اسلئے ہم صحیح صحیح واقعات ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں مخالفین

[1] مرقع ماہ اگست سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۹

اسلام کے مقابلہ پر مرزا صاحب کے مدمقابل شروع سے آریہ سماجی رہے ہیں ہمیشہ انکو اُن سے پالا رہا۔ تو کیا ضروری تھا کہ مرزا صاحب اُن کے متعلق جو کچھ لکھتے باقاعدہ لکھتے مگر ناظرین دیکھکر حیران ہونگے کہ ایسے بڑے مخالف کے سامنے بھی مرزا صاحب دُولتی کی لیتے ہیں۔ آریوں کی بابت آپ شحنہ حق میں صلا پر لکھتے ہیں کہ:۔

"ان بیدوں نے بجز گالیوں اور بدزبانیوں کے اور کیا سکھلایا ہے۔ جابجا اول سے آخر تک یہی شرتیاں پائی جاتی ہیں کہ اے اندر ایسا کر کہ ہمارے سارے دشمن مرجائیں اُن کے بچے مرجائیں" (حوالہ ندارد)

دیکھئے اتنا بڑا تو دعوےٰ ہے۔ مگر ثبوت کہیں نہیں۔ نہ پوری عبارت نقل ہے نہ کسی کتاب کا بحوالہ صفحہ پتہ ہے

کیا ایسی تحریر کو دیکھکر کوئی شخص مخالف سے مناظرہ کر سکتا ہے جب وہ حوالہ مانگے تو قادیان جا کر لائے۔ مگر وہاں سے لانا بھی جیل کے گھونسلے سے ماس لانے سے مشکل ہے۔ یہ تو ہوا اُن کا برتاؤ مخالفین اسلام سے۔ اب سنئے کہ مخالفین ذات شریفہ سے کیا برتاؤ کرتے تھے مرزا صاحب کے برخلاف مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری نے ایک کتاب لکھی جسکا نام ہے فتح رحمانی مولوی اسمٰعیل مرحوم علیگڈھی نے ایک کتاب لکھی جسکا نام ہے اعلاء الحق الصریح۔ قصوری مرحوم نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷ پر گذشتہ زمانے کے ایک کاذب مہدی کی ہلاکت کا قصہ لکھا کہ محمد طاہر کی دعا سے وہ ہلاک ہوا تھا۔ اُسکے بعد یوں لکھا:۔

"یا مالک الملک جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت محمد طاہر مولف مجمع بحار الانوار کی دعاء اور سعی سے اس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا تھا ویسا ہی دعا اور التجا اس فقیر قصوری کان اللہ لہ سے (جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی ہے) مرزا قادیانی اور اُسکے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو اُن کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ۔ آمین" صلا

اس دعا کا مدعا صاف ہے کہ خدا وندا یا تو مرزا صاحب کو توبہ کی توفیق دے یا ہلاک کر

مگر یہ دعویٰ مولوی صاحب قصوری نے اسمیں نہیں کیا کہ میری زندگی ہی میں اُس کو ہلاک کر نہ یہ کہا ہے کہ جو جھوٹا ہو وہ پہلے مرجائے۔ بلکہ مولوی صاحب کی دعا کے الفاظ میں وہ وسعت ہے کہ جب کبھی بھی مرزا صاحب بغیر توبہ کے مرینگے اُن کی دعا قبول سمجھی جائیگی۔ چنانچہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر مسیلمہ پر یہ ہوا تھا کہ آپ کے بعد مرا۔ مگر آخر کار چونکہ بے نیل مرام مرا۔ اسلئے دعا کی صحت میں شک نہیں۔ پس مولوی صاحب قصوری کی دعا کا مدعا یا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مرزا صاحب میری زندگی میں مریں یا یہ کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے۔ اور مولوی صاحب علیگڈھی نے تو اتنا بھی نہیں کیا۔ اب سنئے مرزا صاحب اِن دونوں بزرگوں کی نسبت کیا لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علیگڈھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مریگا۔ اور ضرور ہم سے پہلے مریگا کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شایع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مرگئے۔ اور اسطرح پر اُن کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۹)

اس عبارت کا مدعا مولوی صاحب قصوری کی عبارت سے بالکل الگ ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ جتنی عبارت پر ہم نے خط دیا ہے اُتنی عبارت پر مرزا صاحب نے بھی خط دیا ہے۔ گویا اشارہ ہے کہ یہ عبارت زیر خط بعینہ وہی ہے جو مولوی صاحبان نے لکھی ہے۔ حالانکہ یہ اُس سے بالکل اجنبی ہے۔ بہرحال جو کچھ ہے اس کا مطلب بھی ناظرین سمجھ لیں کہ اس محرفہ عبارت میں بھی یہ نہیں ہے کہ ہم (مولوی و مرزا) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائیگا۔ بلکہ وہ قطعی مرزا صاحب کو کاذب قرار دیکر (بقول مرزا صاحب) بددعا کرتے ہیں۔ لیکن ناظرین کس قدر حیران ہونگے کہ اسی کتاب اربعین ۳ کے گیارہویں صفحہ پر پھر اس محرفہ عبارت میں یوں ترمیم کی گئی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:-

ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا۔ کہ اُس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی (یہ ہم بھی مانتے ہیں۔ مرزا یہ یاد رکھنا کہ کوئی میعاد نہیں لگائی۔ مرقع) یہی دعا کی کہ یا الٰہی اگر میں مرزا غلام احمد کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے

اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوے میں حق پر نہیں تو اسے مجھسے پہلے موت دے۔ بعد اس کے بہت جلد خدا نے اسکو موت دیدی۔ دیکھو کیسی صفائی سے فیصلہ ہوگیا

صفحہ ۱۱۔

اس عبارت میں کیسی صفائی کا ہاتھ دکھایا ہے لکھتے ہیں کہ اس نے دعا ہی یہ کی تھی۔ حالانکہ اس کو اس دعا کی خبر تک نہ ہوگی۔ بھلا ایسی دعا وہ کیسے کر سکتا تھا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود سچے نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال کر گئے۔ مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا کیا کسی اہل علم کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ اس قسم کی دعا کرے۔ مگر چونکہ دونوں مولوی صاحبان انتقال کر گئے۔ اسلئے مرزا صاحب کو ایک موقع بات بنانیکا مل گیا۔ پس اُنھوں نے جھٹ سے اپنے مریدوں کی عقلوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ کر ہی لیا۔ اور اپنے دل میں یقین کرلیا کہ کسی کو کیا ضرورت ہے اتنی تحقیقات کریگا کہ اصل کتاب میں کیا ہے۔ مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ امرتسر سے مرقع نکلنے والا ہے۔

اور سنئیے ایک مقام پر آپ اسی عبارت کو یوں لکھتے ہیں۔

غلام دستگیر کی کتاب دور نہیں مدت سے چھپکر شایع ہوچکی ہے دیکھو کس دلیری سے لکھا ہے کہ "ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا"۔ اشتہار انعامی پانسوؑ

اس عبارت میں کس دلیری سے کام لیلے ہے کہ مولوی غلام دستگیر کے لکھنے کا مضمون اس جملہ کو بناتے ہیں :-

"ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا"

مرزائیو! خدا را ذرا انصاف کر کے ہم کو دکھادو کہ مولوی غلام دستگیر نے یہ لکھا ہے کہ "ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مریگا۔

معاذ اللہ استغفر اللہ کیسی خیانت مجرمانہ ہے کہ مخالف کے کلام کو بگاڑ بگاڑ کر مسخ صورت بناکر پیش کیا جائے۔ پھر اس خیانت مجرمانہ کو معجزہ قرار دیا جائے۔ چہ خوش

ایں کرامت ولی ما چہ عجب ❊ گربہ شاشید وگفت باران شد

اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب صاف صاف اور صحیح صحیح واقعات سے اپنی کامیابی نہیں جانتے جب ہی تو ایسی خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ چونکہ وہ جانتے ہیں کہ مخالف کی کتاب ہر ایک کے پاس تو ہوگی نہیں۔ پس جو کوئی ہماری تحریر دیکھیگا وہ لٹو ہو جائیگا وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ جتنے ہمارے مریدین ہیں خیریت سے اُن کو اتنی توجہ ہی نہیں کہ کسی غیر کی سچی بات کو بھی سُن سکیں۔ اسلئے اگر کوئی مخالف اُن کو اصل عبارت دکھائیگا تو اُن کو اثر نہیں ہوگا۔ چنانچہ ہم نے اسکا خوب تجربہ کیا ہے کہ عوام کالانعام تو کیا اچھے پڑھے لکھے مولوی صاحبوں اور بابوؤں سے کہا کہ مرزا صاحب کا یہ دعویٰ مولوی صاحبان کی تصنیفات سے دکھا دو۔ دونوں مرحوموں کی کتابیں اُن کے سامنے رکھدیں۔ کتابوں کو ادھر اُدھر اُلٹ کر کچھ بڑبڑا کر چلتے بنے۔

لطیفہ:۔ ایک روز میرے پاس دو مرزائی آئے اور مرزا صاحب کی تعریفات میں رطب اللسان ہونے لگے میں نے کہا خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ یعنی جھوٹ بولنے والے الہام ربانی کے مخاطب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ شیطان کے ہوتے ہیں" اس آیت سے ایک عام اصول ملتا ہے کہ ملہم اگر جھوٹ بولتا ہے تو وہ ہرگز ملہم ربانی نہیں ہے خواہ وہ کچھ ہی دکھائے ہم دکھاتے ہیں کہ مرزا صاحب جھوٹ بولتے ہیں۔ مرزا صاحب نے اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۲ پر میری نسبت لکھا ہے:۔

"مولوی ثناء اللہ دو دو آنہ کیلئے دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے" صفحہ ۲۲

حالانکہ نہ میں نے کبھی کفن لیا نہ وعظ گوئی پر میرا گزارہ ہے نہ وعظ گوئی میرا پیشہ۔ امرتسر اور پھر بیرونجات کے دوست و دشمن شہادت دے سکتے ہیں۔ یہانتک کہ میں کسی مسجد کا امام بھی نہیں پھر جو میری نسبت لکھا کہ دو پیسہ کے کفن اور دو آنہ کے وعظ پر گزارہ کرتا ہے جھوٹ نہیں تو کیا ہے۔ بتاؤ۔ مگر افسوس کہ میری تقریر ان پر یوں معلوم ہوتی تھی۔ گویا گرم لوہے پر پانی کا چھینٹا ہے کہ ٹھہرتا ہی نہیں۔ کیوں اسلئے کہ اُن کا خیال ہے ؎

پھر سے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے۔ بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جائے

اب ہم ایک مثال اس امر کی دیتے ہیں کہ مرزا صاحب جس طرح مطلب برآری کی لئے مخالف کے کلام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ آڑے وقت پر اپنے حق میں بھی اسی ہتھیار سے کام لیا کرتے ہیں یعنی اپنے کلام کو بھی مروڑ تروڑ کر ٹیڑھا سیدھا کر دیتے ہیں۔ کیوں نہ ہو وہ بازی بازی بار ریش بابا بازی۔

آپ نے پادری آتھم کی بابت لکھا تھا۔

۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸)

مگر باوجود اس تصریح اور تحدید پندرہ ماہ کے اس سیدھی تحریر پر بھی مرزا صاحب نے اپنا دست شفقت یوں صاف کیا ہے اس کا مطلب یوں لکھتے ہیں:۔

میں نے ڈپٹی آتھم کے مباحثہ میں قریباً ساٹھ آدمیوں کے روبرو یہ کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جاویگا۔ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۱۔

یہی عبارت کہیں ایک جگہ لکھی ہے۔ اشتہار انعامی پانسو صفحہ پر بھی اسی طرح ہے۔

مرزائیو! خدارا اتنا تو سوچو کہ اس عبارت میں مرزا صاحب نے جو دعوی کیا ہے کہ یہ کہا تھا اس کہا تھا کا لفظ غور سے دیکھو۔ پھر اصل مقام پر الفاظ پڑھو۔ دہلی اور دیگر مقامات کے اہل زبان اور اردو دان مرزائی دوستو! ان دونوں عبارتوں کا مقابلہ کر کے دیکھو اور کہا تھا کا مضمون سمجھ کر بتاؤ کہ کرشن جی نے یہی کہا تھا جو اس عبارت میں دعوی کیا ہے۔ خدارا اصل مقام کو جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸ سے نکال کر سامنے رکھو اور اس عبارت کو بھی دیکھو۔ پھر بتاؤ کہ جھوٹ کے سر سینگ ہوتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس مقابلہ میں تم سمجھ جاؤ گے ؎

جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ادنی ان سے سیکھ جائے

اور اگر تم ان دونوں مقاموں کا مطلب ایک ہی سمجھو تو ہمیں یقین نہیں کہ تم کچھ بھی سمجھ سکو۔

فَمَا لِهٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ؕ

اب ہم تم سے ایک سوال کرتے ہیں کہ اگر آتھم والی پیشگوئی کا یہی مطلب تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائیگا۔ اور اس کی میعاد پندرہ ماہ کوئی نہ تھی۔ تو پندرہ ماہ کے ختم ہونے پر تم لوگوں پر حشر کیوں قائم ہوا تھا۔ کیوں سعدی لودھیانوی مرحوم نے مرزا صاحب کو لکھا تھا کہ

ع غضب بھی تجھ پہ ستمگر چھٹی ستمبر کی ٭ نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی ستمبر کی

کیوں مرزا صاحب نے اُسوقت یہ عذر نہ کیا کہ ابھی تو میں زندہ ہوں پھر پیشگوئی کا کذب کیسے؟ کیوں نہ یہ کہا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میری زندگی میں مریگا۔ جبتک میں زندہ ہوں پیشگوئی جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ کیوں یہ عذر نہ کیا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ آتھم دل سے رجوع کر گیا جسکی تفسیر بھی خیریت سے یہ کی کہ دل میں ڈر گیا۔ پھر اس ڈر نیکے یہ معنے بتائے کہ امرتسر سے فیروزپور جارہا ہے۔ واہ سبحان اللہ کوہ کندن وکاہ برآوردن اسی کو کہتے ہیں۔

ان تمثیلات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سر سید احمد خاں مذہبی اعتقادات کے لحاظ سے خواہ کچھ ہی ہوں فن تصنیف میں وہ امانتدار اور دیانتدار تھے بخلاف اسکے مرزا صاحب قادیانی مذہبی اعتقادات سے قطع نظر فن تصنیف میں بھی اعلےٰ درجے کے خائن تھے۔ مخالف کے کلام کو صحیح نقل نہیں کرتے تھے یہانتک کہ بوقت ضرورت اپنے کلام کو بھی لگا ڑ دیتے تھے اُن کی غرض یہ نہیں ہوتی تھی کہ ناظرین کو صحیح صحیح واقعات سنائیں اور پہنچائیں بلکہ انکی غرض صرف خود غرضی ہوتی تھی ۔ سو جس طرح سے بن پڑے حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ناظرین اس بحث میں نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تحریریں کوئی واقعہ دکھیں تو جبتک تحقیق نہو تصدیق کرنے کے قابل نہیں۔

مرزائیو! یہ نہ سمجھو کہ اس تحریر کا لکھنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھو کہ لکھا کیا ہے پس ان واقعات کو غور سے دیکھو اور نتیجہ پاؤ ؎

میرے دل کو دیکھکر میری وفا کو دیکھ کر ٭ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

اس ساری تحریر کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ جب مرزا صاحب واقعات صحیحہ میں کذب بیانی کرتے تھے۔ تو اُن کی نبوت اور رسالت کا کیا حکم ہے۔ یہ کہ ؎

رسول قادیانی کی رسالت

ضلالت ہے ضلالت ہے ضلالت

مرزا صاحب کے الہامات کی کیفیت

ہم کئی ایک دفعہ اس مشکل مسئلہ کو حل کر کے مرزا صاحب کے مخالفین کا منہ بند کر چکے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو الہام نہیں ہوتے۔ ہم مانتے ہیں کہ ہوتے ہیں مگر کس کیفیت سے۔ اس کیفیت سے کہ آپکو جس بات کا خیال لگا رہتا ہے اُس کی بنسبت جو ایک واہمہ گذرتا ہے وہ الہام ہے۔ یہ اور بات ہے کہ دوسرے لوگ اُس کو خیال خام یا بلی کو چھیچھڑوں کا خواب کہیں۔ مگر لا مناقشۃ فی الاصطلاح (اصطلاح پر اعتراض نہیں۔ مرزا صاحب کی اصطلاح میں یہی الہام ہے۔ اس کی ایک تازہ مثال سنیے۔ قادیانی اخباروں نے ایک نئی بے پر کی اُڑائی ہے۔ لکھتے ہیں:-

۴ جولائی ۱۹۰۵ء کی صبح کو حضرت ام المومنین (زوجہ مرزا) بمعہ صاحبزادگان و دیگر اہلبیت و اقارب و خدام و اہلبیت حضرت مولوی نور الدین صاحب قریباً اٹھارہ کس ہمراہی حضرت میر ناصر نواب صاحب (خسر مرزا) پانچ چھ روز کے واسطے بغرض تبدیلی ہوا لاہور کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اس قافلہ کی روانگی سے تین چار روز پہلے عاجز راقم (ایڈیٹر بدر) نے اسٹیشن ماسٹر بٹالہ کو ایک خط لکھا تھا کہ اس قافلہ کے واسطے ایک درمیانہ درجہ کی گاڑی کے چند خانے ریزرو کئے جائیں تاکہ ضرورت ہو تو الگ گاڑی منگوالی جائے۔ وہ خط ایک خاص آدمی کے ہاتھ روانہ کیا گیا تھا اور اُس میں تاریخ اور وقت سب لکھا گیا تھا چنانچہ اسکے مطابق ۴ جولائی کی صبح کو یہاں سے روانگی ہوئی۔ اسی روز بعد نماز عصر حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا صاحب) نے مسجد مبارک میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کو خاص طور پر مخاطب کیا جبکہ عاجز راقم بھی پاس ہی کھڑا تھا۔ اور فرمایا کہ: آج دو بجے دن کے مجھے خیال آیا کہ ہمارے گھر کے آدمی اب شاید امرتسر پہنچ گئے ہونگے اور یہ بھی خیال تھا کہ امن امان سے لاہور پہنچ جائیں۔ تب اس خیال کے ساتھ ہی کچھ غنودگی ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ غنودگی والی (جو بیچ اور ناخوشی پر دلالت کرتی ہے) میرے سامنے پڑی ہے اور اس میں کشمش کے دانے قریباً اسی قدر ہیں اور میں اس میں سے کشمش کے دانے کھا رہا ہوں اور میرے دل میں خیال گذر رہا ہے

کہ یہ اُن کی حالت کا نمونہ ہے۔ اسلئے دال سے مراد کچھ رنج اور ناخوشی ہے کہ سفر میں اُن کو پیش آئی ہے یا آنے والی ہے۔ پھر اسی حالت میں میری طبیعت الہام الٰہی کی طرف منتقل ہو گئی اور اس بارے میں الہام ہوا خیر لہم۔ خیر لہم یعنی اُن کے لئے بہتر ہے اُن کے لئے بہتر ہے۔ بعد اسکے اسی نظارہ کشف میں چند پیسے دیکھے کہ وہ اور تشویش پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ چنے کی دال بھی ایک ناگوار اور رنج کے امر پر دلالت کرتی ہے" فقط۔

یہ الہام اور خواب سنا کر حضرت اقدس (مرزا صاحب) حسب معمول اندر تشریف لے گئے۔ اور اس کے سننے میں اسوقت تمام جماعت جو نماز کے لئے آئی ہوئی تھی شامل تھی۔ خلیفہ رشید الدین صاحب شیخ علی محمد صاحب سوداگر جموں وغیرہ بہت سے دوست تھے۔ حضرت اقدس کے اندر جانے کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب نے دوبارہ سہ بارہ اُسی مسجد میں پھر یہ سب لوگوں کو اسی وقت سنایا۔ کیونکہ بعض لوگ جو دور تھے اُنھوں نے حضور کی آواز اچھی طرح نہ سنی تھی۔ غرض اس الہام اور خواب کی جب اچھی طرح اشاعت ہو گئی تو بعد شام کے اپنا ایک آدمی جو سب قافلہ کو ریل پر سوار کر کے واپس آیا تھا اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ عین دوپہر کی گرمی میں ریل کے اندر مسافروں کی کشاکش سے بچنے کے واسطے جو انتظام ریزرو کا کیا گیا تھا وہ نہ ہو سکا کیونکہ لاہور سے کوئی الگ گاڑی اس مطلب کے واسطے نہ پہنچ سکی تھی۔ اور اس سبب سے تشویش ہوئی۔ اس طرح خواب کا حصہ پورا ہوا۔ مگر پھر بھی بموجب بشارت الہام کے خیریت رہی اور معمولی گاڑی میں آرام سے بیٹھکر چلے گئے۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا کہ خواب اور الہام تو ایک طرح پورا ہو گیا ہے مگر ایک خیال مجھے باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ چیزیں جو رنج اور ناخوشی پر دلالت کرتی ہیں وہ دوبارہ دکھلائی گئی ہیں۔ یعنی اول چنے کی دال دکھلائی گئی اور پھر چند پیسے دکھلائے گئے۔ ایسا ہی الہام بھی دو دفعہ ہوا کہ خیر لہم خیر لہم اس لئے دل میں ایک یہ خیال ہے کہ خدا نخواستہ کوئی اور امر مکروہ پیش نہ آیا ہو جس کیلئے دو دفعہ دو ایسی چیزیں دکھلائی گئیں کہ علم تعبیر کی رو سے رنج اور تشویش پر دلالت کرتی ہیں اور ایسا ہی اُن سے محفوظ رکھنے کے لئے دو دفعہ یہ الہام ہوا کہ خیر لہم خیر لہم۔ یہ میرا خیال ہے خدا تعالیٰ

ہر ایک رنج سے محفوظ رکھے۔ آمین۔" (بدر ۱۱ جولائی ۱۹۰۷ء)

اس ساری تقریر کو بغور پڑھنے سے مرزا صاحب کی وحی کی حقیقت صاف کھل جاتی ہے کہ آپ اُن خیالات کا نام الہام اور وحی تجویز فرماتے ہیں جو عموماً تفکر کے موقع پر ہر ایک انسان کو سوجھا کرتے ہیں۔ پس اب کوئی وجہ نہیں کہ کوئی مولوی عالم مرزا صاحب کے ایسے الہامات کی تکذیب کرے۔ ہر کہ شک آرد ... گردد۔

مرزا صاحب قادیانی کی تحریروں میں اختلاف

نبوت کے متعلق

(۱) دیکھو آسمانی فیصلہ کے صفحہ ۷ میں مرزا غلام احمد تحریر کرتے ہیں:۔

"میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

اور پھر دیکھو ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۳ میں لکھتے ہیں:۔

"خدا نے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔"

اب مرزائیو اسلام سے خارج کون ہوا۔ خود بدولت ہیں یا کوئی اور۔ ؟

(۲) دیکھو ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۲ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب"

اور پھر دیکھو دافع البلاء کے صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں:۔

"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"

(۳) ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۶۱ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔"

اور پھر دیکھو اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۹ صفحہ ۹ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۱ء میں لکھتے ہیں:۔

اے خدائے رحیم و قدوس نے مجھے وحی کی انی انا الرحمٰن واقع الاذی اور پھر وحی ہوئی انی لایخاف لدی المرسلون

ای مرزائیو اب نیا سلسلہ وحی کا کون جاری کر رہا ہے جنو پدولت یا کوئی اور؟

(۴) اور دیکھو آسمانی فیصلہ کے صفحہ ۳۱ میں مرزا غلام احمد تحریر کرتے ہیں:۔

"اے لوگو دشمن قرآن مت بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اُس خدا سے شرم کرو جسکے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔"

اور دیکھو دافع البلاء کے صفحہ ۶ میں وہی مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اُسکی عبارت یہ ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم انہ آوی القریۃ یعنی خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کریگا جبتک لوگ اُن خیالات کو دور نہ کرلیں جو اُن کے دلوں میں ہیں یعنے جبتک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں۔"

مرزائیو انہیں زبان سے کہو کہ اپنے قول کے خلاف خاتم النبیین کے بعد وحی اور نبوت کا نیا سلسلہ کون جاری کر رہا ہے اور خدا سے کون لیے خوف ہو رہا ہے۔

کشتی نوح میں مرزا غلام احمد کے چار جھوٹ

کشتی نوح کے صفحہ ۵ میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹلجائیں" حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھو زکریا باب ۱۴ آیت ۱۲ انجیل متی باب ۲۴ مکاشفات باب ۲۲"

پہلا جھوٹ	قرآن شریف میں کسی جگہ نہیں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون

پڑیگی اگر کوئی مرزائی قرآن شریف میں سے دکھا دے تو مرزا صاحب کا کہنا سچا ورنہ زبان سے اتنا تو اُسکو کہنا چاہیئے لعنت اللہ علی الکاذبین ؀

دوسرا جھوٹ کتاب ذکریا نبی کے باب ۱۴- آیت ۱۲ میں یہ ہرگز نہیں لکھا کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی بلکہ اُس میں تو اُن لوگوں پر مری پڑنیکا ذکر ہے جو یروشلم پر چڑھ آئینگے- ہو ہذا

"اور وہ مری کہ جس سے خداوند ساری قوموں کو جو لڑنے کو یروشلم پر چڑھ آویں ماریگا- سو اُنکا گوشت جس وقت وے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونگے فنا ہو جائیگا" زکریا باب ۱۴ آیت ۱۲-

ڈبل جھوٹ انجیل متی باب ۲۴ آیت ۷ میں یہ نہیں لکھا کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی- بلکہ اس کے برعکس اس میں لکھا ہے کہ جب جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی آئینگے تب مری پڑیگی اور بھونچال آوینگے- دیکھو غور سے دیکھو انجیل متی باب ۲۴- آیت ۳-

"اور جب وہ زیتون کے پہاڑوں پر بیٹھا تھا اُسکے شاگرد الگ اُسکے پاس آئے اور بولے کہہ کب ہوگا اور تیرے آنے کا اور دنیا کے آخر کا نشان کیا ہے- (۴) اور یسوع نے جواب دیکے انہیں کہا خبردار ہو کہ کوئی تمھیں گمراہ نہ کرے- (۵) کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آوینگے اور کہینگے میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کرینگے (۶) اور پھر تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنوگے خبردار گھبرا ؤ مت- کیونکہ ان سب باتوں کا واقع ہونا ضروری ہے- پر ابتک آخر نہیں ہے (۷) کیونکہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھینگے- اور کال اور وبائیں اور جگہ جگہ زلزلے ہونگے (۸) پھر یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہیں- متی باب ۲۴- آیت ۲۳- تب اگر کوئی کہے دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں تو یقین مت لاؤ- (۲۴) کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھینگے اور بڑے نشان اور کرامتیں دکھا دینگے- یہانتک کہ اگر ممکن ہوتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے- (۲۵) دیکھو میں تمھیں پہلے سے کہہ چکا ہوں- (۲۶) پس اگر وے تمھیں کہیں دیکھو وہ جنگل میں ہے تو باہر مت جاؤ- دیکھو وہ کوٹھری میں ہے تو مت باور کرو (۲۷) کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوندتی اور پچھم تک چمکتی ہے ویسے ہی انسان کے بیٹے کا آنا ہوگا"

اے مرزائیو! ایمان سے کہو کہ انجیل متی میں طاعون اور زلزلوں کا ہونا مسیح موعود صادق کی علامت لکھی ہے یا مسیح کاذب کی؟

چوتھا جھوٹ | مکاشفات یوحنا باب ۲۲۔ آیت ۸ میں ہرگز نہیں لکھا کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑیگی۔ دیکھو باب ۲۲۔ آیت ۸:۔

"اور میں یوحنا نے ان چیزوں کو دیکھا اور سنا۔ اور جب میں نے دیکھا اور سنا تھا تب میں فرشتے کے پاؤں پر جس نے مجھے یہ چیزیں دکھائیں سجدہ کرنے کو گرا"

اے مرزائیو! تمہیں خدا سے ڈر کر سچ سچ کہو کہ طاعون اور زلزلے مسیح موعود کی علامات ہیں یا مسیح کاذب کی۔ کیا تم میں سے کوئی حق کا طالب یا راست گو یا صاحب تحقیق بھی ہے یا سب اندھوں کی طرح ہیں کہ جو کچھ مرزا صاحب نے لکھدیا یا جو کہدیا ہے وہی سچ ہے۔ افسوس ہے ایسے شخصوں کی عقل اور حالت پر جو حق اور باطل میں دیدہ دانستہ تمیز نہیں کرتے۔ اور ڈبل افسوس ہے ایسے لوگوں کی دلیری پر جو دیدہ و دانستہ لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کے لیے جھوٹ تحریر کریں۔ جیسے کہ مرزا صاحب نے کشتی نوح میں لکھدیا کہ قرآن شریف میں اور ذکریا نبی کی کتاب $\frac{۱۴}{۱۲}$ میں اور انجیل متی $\frac{۲۴}{۸}$ میں اور مکاشفات یوحنا $\frac{۲۲}{۸}$ میں لکھا ہے کہ مسیح کے وقت میں طاعون پڑیگی۔ حالانکہ کسی میں ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ انجیل متی میں تو یہ صاف لکھا ہوا ہے کہ جب جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھینگے تب طاعون پڑیگی اور زلزلے آوینگے پس بشہادت انجیل متی صاف صاف آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی باطلہ کے باعث طاعون پڑی اور زلزلے آئے ہیں۔ ؎

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

اللہ دتا — از جھنگ

چیستان مرزا قادیان اور اسکے حل کرنے پر مرزا صاحب کو پانسو روپیہ انعام

آج ہم یہ[1] مضمون انعامی چیستان مرزا لکھتے ہیں اور مرزا صاحب کو ایک مہینہ کی مہلت دیتے ہیں۔ پس ہمارے مرزائی دوست جو مدتوں سے ہم پر خفا ہیں۔ اس چیستان مرزا کو حل کرا کر ہم سے اپنی کشیدگی کا نعم البدل (مبلغ پانسو) پائیں۔ پس اب غور سے سنتے جائیں۔ ؏

لو جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

مرزا صاحب ازالہ اوہام میں علامات مسیح کے شمار میں لکھتے ہیں :۔

"از انجملہ ایک یہ کہ ضرور تھا کہ آنیوالا ابن مریم الف[2] ششم کے آخر میں پیدا ہوتا کیونکہ ظلمت عامہ وزمانہ کے عام طور پر پھیلنے کی وجہ سے اور حقیقت انسانیہ پر ایک فنا طاری ہونے کے باعث سے وہ روحانی طور پر ابو البشر یعنے آدم کی صورت پر پیدا ہونے والا ہے۔ اور بڑے علامات اور نشان اسکے وقت ظہور کے انجیل اور فرقان میں یہ لکھے ہیں کہ اس سے پہلے عالم کون میں روحانی طور پر ایک فساد پیدا ہو جائیگا۔ آسمانی نور کی جگہ دخان لے لیگا اور ایک عالم پر دخان کی تاریکی چھا جائیگی۔ ستارے گر جائینگے زمین پر ایک سخت زلزلہ آجائے گا مرد جو حقیقت کے طالب ہوتے ہیں تھوڑے رہجائینگے اور دنیا میں کثرت سے عورتیں پھیل جائینگی یعنے سفلی لذات کے طالب بہت ہو جائینگے۔ جو سفلی خزائن اور دفائن کو زمین سے باہر نکالینگے مگر آسمانی خزائن سے بے بہرہ ہو جائینگے۔ تب وہ آدم جس کا دوسرا نام ابن مریم بھی ہے بغیر وسیلہ ہاتھوں کے پیدا کیا جائیگا۔ اسی کی طرف وہ الہام اشارہ کرتا ہے جو براہین میں درج ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے اردتُ ان استخلف فخلقتُ آدم یعنے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ آدم اور ابن مریم درحقیقت ایک ہی مفہوم پر مشتمل ہے۔ صرف اسقدر فرق ہے کہ آدم کا لفظ قصہ اجمال کے

---

[1] یہ مضمون ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء کے مرقعہ میں نکلا تھا۔ [2] یعنے چھٹا ہزار

موتو پر ایک دلالت تامہ رکھتا ہے اور ابن مریم کا لفظ دلالت ناقصہ مگر دونوں لفظوں کے استعمال سے حضرت باری کا مدعا اور مراد ایک ہی ہے۔ اسی کی طرف اس الہام کا بھی اشارہ ہے جو براہین میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔

اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ یعنی زمین و آسمان بند تھے اور حقائق و معارف پوشیدہ ہو گئے تھے سو ہم نے انکو اس شخص کے بھیجنے سے کھول دیا۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا سو میں نے چاہا کہ شناخت کیا جاؤں۔ اب جبکہ اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ ضرور ہے کہ آخر الخلفاء آدم کے نام پر آتا اور ظاہر ہے کہ آدم کے ظہور کے وقت دور ششم قریب عصر ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ اور توریت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ اسلئے ہر ایک منصف کو ماننا پڑیگا کہ وہ آدم اور ابن مریم یہی عاجز ہے۔ (ازالہ طبع اول ص ۶۹۳)

اس عبارت کا خلاصہ دو حرف ہے کہ مرزا صاحب دنیا کی عمر کے چھٹے ہزار کے خاتمہ کے قریب آنے کے مدعی ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ دنیا کی عمر کے بابت مرزا صاحب نے کیا لکھا ہے۔ شکر ہے کہ اس بات کا جواب مرزا صاحب کے ازالہ ہی سے ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن کریم کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقت آدم سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت تک مدت گذری تھی وہ تمام مدت سورہ والعصر کے اعداد حروف میں بحساب قمری مندرج ہے یعنی چار ہزار سات سو چالیس۔ اب بتاؤ کہ یہ دقائق قرآنیہ جس میں قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہے کس تفسیر میں لکھے ہیں۔" (سبحان اللہ جل جلالہٗ) ازالہ طبع اول صفحہ ۱۳۲۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا کی عمر (بقول مرزا صاحب) چار ہزار سات سو چالیس سال تھی۔ بہت خوب۔ اچھا ان چالیس میں تیرہ سال اقامت مکہ کے ملائیے جائیں جو قبل از ہجرت تھے۔ تو چار ہزار سات سو تریپن سال

ہو گئے چھ ہزار پورے کرنے کے لئے ان میں بارہ سو سینتالیس سال ملانے کی ضرورت ہے پس سنہ بارہ سو سینتالیس ہجری کو دنیا کی عمر (بقول مرزا جی) چھ ہزار پوری ہو گئی جبکہ آج سنہ ۱۳۲۵ھ میں اٹھتر سال ہوئے ہیں۔ بہت خوب

آئیے اب ہم اس مرحلے کو بھی طے کریں کہ مرزا صاحب کس سنہ میں مامور یا رسول ہو کر تشریف لائے ہیں۔ آپ اپنے ازالہ میں خود ہی اس سوال کا جواب دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں

"لطیفہ۔ چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المأتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی۔ اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی (۱۳۰۰)۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہے کہ وہ سبحانہ بعض اسرار اعداد حروف تہجی میں میرے پر ظاہر کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ مجھے آدم کے سن پیدائش کی طرف توجہ کی تو مجھے اشارہ کیا گیا کہ ان اعداد پر نظر ڈال جو سورۃ العصر کے حروف میں ہیں کہ انہی میں سے وہ تاریخ نکلتی ہے" (ازالہ صفحہ ۱۸۵)

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب ۱۳۰۰ھ خاتمہ پر تشریف لائے ہیں تو صاف ثابت ہوا کہ آپ چھٹے ہزار کو جو بارہ سو سینتالیس ہجری میں پورا ہو چکا تھا ختم کر کے ساتویں ہزار کے شروع سے ترپن سال بعد آئے ہیں۔ بہت خوب نتیجہ یہی مضمون کھلے لفظوں میں آپ کو تسلیم ہے۔ آپ رسالہ دافع البلاء میں لکھتے ہیں

"وہ طاعون جو ملک میں پھیل رہی ہے کسی اور سبب سے نہیں بلکہ ایک سبب سے ہے وہ یہ کہ لوگوں نے خدا کے اس موعود کے ماننے سے انکار کیا جو تمام نبیوں کے

پیشگوئیوں کے موافق دنیا کے ساتویں ہزار میں ظاہر ہوئے ہیں۔" (دافع البلاء، صفحہ ۱۲)

اس عبارت میں مرزا جی نے صاف صاف اور کھلے لفظوں میں تسلیم بلکہ تبلیغ کیا ہے کہ میں ساتویں ہزار میں آیا ہوں حالانکہ آپ کو سنہ ۱۲۰۰ھ میں آنا چاہیے تھا۔ کیونکہ عصر کے بعد بھی تو دن کا کچھ حصہ ہوتا ہے جو سارے دن کے پانچویں حصے سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ سارا دن جب ایک ہزار سال کا ہوا تو پانچواں حصہ دو سو سال کا ہوگا۔ پس آپ کو سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے نصف میں آنا چاہیے تھا۔ مگر آپ بہت لیٹ ہو کر پورے ۱۳۰۰ ہجری کے خاتمہ پر تشریف لائے یہاں تک کہ ٹرین بھی چلی گئی۔ یہی لیٹ آپ کی عدم صداقت کی دلیل ہے۔

لطیفہ: مرزا صاحب کی چالاکی اور ہشیاری کی تو ہم داد دیتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے ؎

ترا دیده و یوسف را شنیده — شنیده کے بود مانند دیده

آپ نے دیکھا کہ صرف غلام احمد کے اعداد (۱۱۲۴) ہوتے ہیں۔ یہ تو بہت کم ہیں اس لیے جھٹ سے اپنے نام میں اپنے قصبہ کی نسبت کو بھی داخل کرکے پورا نام غلام احمد قادیانی بنایا۔ پھر کس لطافت سے لکھتے ہیں کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا نام نہیں۔ واہ سبحان اللہ کیسا سچا الہام کہ نام میں مقامی نسبت کو بھی داخل کرکے کھچڑی بنایا گیا ہے۔ ایسے الہام کو کون جھوٹا کہے۔ مگر تو بھی لوگ ایسے کیسے ہیں کہ ایسے الہام پر بھی ایمان نہیں لاتے۔ سچ ہے ؎

این کرامت ولی ما چہ عجب — گربہ شاشید و گفت باران شد

چیستان مرزا نمبر ۲

ادہم ثانی

ہمارے مرزا صاحب کو جو بار بار ایک ایک نکات سوجھتے تھے شاید ہی کسی کو سوجھتے ہوں گے۔ ماشاء اللہ آپ کی ذہانت اس مشہور مثل سے کچھ بڑھی ہوئی ہے جس نے تیلی کا کولہو دیکھ کر بہت غور و فکر کے بعد یہ نتیجہ نکالا تھا کہ یہ آسمانی لوگوں کی سرمہ دانی

ہے۔ واہ سبحان اللہ یہ کیا کمال تھا ہمارے مرزاجی جب اس سے بھی زیادہ کمالات میں آپ خبر سے کل انبیاء علیہم السلام کے ہمنام اور ہمرتبہ ہیں۔ بلکہ کل انبیاء کے اوصاف کمال کے جامع چنانچہ آپ کے خلیفہ راشد حکیم نورالدین صاحب لکھتے ہیں :-

"میں نے اس مضمون کو قبل از عشاء حضرت امام ہمام خلیفۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے فرمایا ان اعتراضوں کی اصل ہے معجزات و خوارق کا انکار یہ لوگ اسی ایک مد میں اُن ہزاروں معجزات کو شامل کرتے ہیں جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور یہ لوگ اور ان کے دل و دماغ کیسے نیچری بھی بدقسمتی سے اسی قسم کے اعتراضوں یا وسوسوں میں مبتلا ہیں۔ اور جہاں کسی معجزہ کا ذکر ہوا اُس کو ہنسی اور ٹھٹھے میں اُڑا دیا۔ اسوقت مناسب یہ ہے کہ ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب بڑی قوت اور تحدی سے دیا جائے۔ کہ جس قدر معجزات اور خوارق انبیاء علیہم السلام کے اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ اُن سب کے صدق اور حقیقت کے ثابت کرنے کے لیئے آج اس زمانہ میں ایک شخص موجود ہے جسکا یہ دعویٰ ہے کہ اُسے وہ تمام طاقتیں کامل طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ملی تھیں۔ جو عجائبات خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور موسےٰ علیہما السلام کے ہاتھ پر منکروں کو دکھائے وہی عجائبات زندہ اور قادر خدا آج اُسکے ہاتھوں پر دکھانے کو موجود اور تیار ہے۔ کوئی ہے جو آزمائش کے لئے قدم اُٹھائے" (نورالدین صفحہ ۱۲)

حضرت عیسےٰ سے تو آپ کو مشابہت کا دیرینہ دعویٰ ہے۔ مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہونگے کہ آپ باوا آدم بھی ہیں یعنے آپکا نام ملا اعلیٰ میں آدم ثانی بھی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنا آدم ثانی ہونا بڑے شدومد سے ثابت کیا ہے غور سے سنئے آپ فرماتے ہیں :-

"سو یہ زمانہ جو آخر الزمان ہے اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت آدم علیہ السلام کے قدم پر پیدا کیا جو یہی راقم ہے۔ اور اسکا نام بھی آدم رکھا جیسا کہ مندرجہ بالا الہامات سے ظاہر ہے اور پہلے آدم کی طرح خدا نے اس آدم کو بھی زمین کے حقیقی انسانو

سے خالی ہونے کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں جلالی اور جمالی سے پیدا کر کے اُس میں اپنی روح پھونکی۔ کیونکہ دنیا میں کوئی روحانی انسان موجود نہ تھا جس سے یہ آدم روحانی تولد پاتا۔ اس لئے خدا نے خود روحانی باپ بنکر اس آدم کو پیدا کیا اور ظاہری پیدائش کی رو سے اُسی طرح نر اور مادہ پیدا کیا جس طرح کہ پہلا آدم پیدا کیا تھا۔ یعنے اُس نے مجھے بھی جو آخری آدم ہوں جوڑا پیدا کیا۔ جیسا کہ الہام یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ میں اس کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے اور بعض گذشتہ اکابر نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی بھی کی تھی کہ وہ انتہائی آدم جو مہدی کامل اور خاتم ولایت عامہ ہے اپنی جسمانی خلقت کی رو سے جوڑا پیدا ہوگا یعنے آدم صفی اللہ کی طرح مذکر اور مونث کی صورت پر پیدا ہوگا اور خاتم اولاد ہوگا۔ کیونکہ آدم نوع انسان میں سے پہلا مولود تھا سو ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بکمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو یعنے اسکی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔

اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جسکا نام جنت تھا اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اسکا نام جنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہکر فوت ہوگئی تھی غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے مجھے آدم کی خو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے منجملہ اُن کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی یعنے ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنے جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جسکا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اسکے

ین نکلا اور میری بعد میرے والدین کے گھر میں کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا
میں اون کے لئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے
جسکو بعض اہل کشف سے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور
بیان کیا ہے کہ وہ مہدی آخری جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا
نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست ہدایت پائیگا۔ جس طرح آدم نے خدا
سے ہدایت پائی تھی۔ اور وہ اون علوم و اسرار کا حامل ہوگا۔ جن کا
آدم خدا سے حامل ہوا تھا۔ اور ظاہری مناسبت آدم سے اسکی یہہ
ہوگی۔ کہ وہ بھی زوج کی صورت پر پیدا ہوگا۔ یعنی مذکر اور مونث دونوں
پیدا ہونگے۔ جس طرح آدم کی پیدائش تھی۔ اون کے ساتھ ایک مونث
بھی پیدا ہوئی تھی۔ یعنی حضرت حوا علیہا السلام۔ اور خدا نے جیساکہ
ابتدا میں جوڑا پیدا کیا۔ مجھے بھی اس لئے جوڑہ پیدا کیا۔ کہ تا اولیت
کو آخریت کے ساتھ مناسبت تام پیدا ہو جاوے۔ یعنی چونکہ ہر ایک وجود
سلسلہ بروزات میں دورہ کرتا رہتا ہے۔ اور آخری بروز اس کا بہ نسبت
درمیانی بروزات کے اتم اور اکمل ہوتا ہے۔ اس لئے حکمت
الٰہیہ نے تقاضا کیا کہ وہ شخص جو آدم صفی اللہ کا آخری بروز
ہے۔ وہ اوس کے واقعات سے اشد مناسبت پیدا کرے۔
سو آدم کا ذاتی واقعہ یہ ہے کہ خدا نے آدم کے ساتھ حوا کو بھی پیدا کیا
سو یہی واقعہ بروز اتم کے مقام میں آخری آدم کو بھی پیش آیا
کہ اوس کے ساتھ بھی ایک لڑکی پیدا کی گئی۔ اور اسی آخری
آدم کا نام عیسیٰ بھی رکھا گیا۔ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو
کہ حضرت عیسیٰ کو بھی آدم صفی اللہ کے ساتھ ایک مشابہت تھی
لیکن آخری آدم جو بروزی طور پر عیسیٰ بھی ہے۔ آدم صفی اللہ
سے اشد مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ آدم صفی اللہ کے لئے حضرت

بروزات کا دور ممکن تھا۔ وہ تمام مراتب بروزی وجود کے
طے کر کے آخری آدم پیدا ہوا ہے۔ اور اس میں اتم اور
اکمل بروزی حالت دکھائی گئی ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ
کے صفحہ ۵۰۵ میں میری نسبت ایک یہ خدا تعالیٰ کا کلام
اور الہام ہے کہ خلق آدم فاکرمہ یعنی خدا نے آخری آدم کو
پیدا کر کے پہلے آدموں پر ایک وجہ سے اس کو فضیلت
بخشی۔ اس الہام اور کلام الٰہی کے یہی معنے ہیں کہ گو آدم
صفی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے۔ جن میں سے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ لیکن یہ آخری بروز اکمل اور اتم ہے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۱۵۶)

یہ ایسی پُر زور دلیل ہے۔ کہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ مگر افسوس ہے
مخالفت نے مخالفوں کے دانت ایسے تیز کر رکھے ہیں۔ کہ ایسی صاف
اور شستہ تقریر پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس کا کیا ثبوت
ہے۔ کہ حضرت آدم اور حوا توام (جوڑے) پیدا ہوئے تھے۔ یہ دعوے
محض بے ثبوت ہی نہیں۔ بلکہ قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ قرآن
شریف میں صاف مذکور ہے خلق منہا زوجہا (خدا نے آدم کی
بیوی اس میں سے یا اس کی جنس سے پیدا کی۔ ان دونوں توجیہوں
کو تو الفاظ قرآنی برداشت کر سکتے ہیں مگر آپ نے جو فرمایا ہے کہ آدم
اور حوا توام (جوڑے) پیدا ہوئے تھے۔ یہ تحقیق کیسی ہے۔ (مرزا جی) کیا اچھا ہوتا
اسی ضمن میں مرزا صاحب نے حضرت شیخ اکبر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا
قول بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن العربی نے فصوص الحکم میں شیث میں لکھا ہے اور
در اصل یہ پیشگوئی قدر آدم میں رکھی گئی لائق تھی مگر انہوں نے شیث کے الولد سر

لا ابیۃ کا مصداق سمجھکر اسی فص میں اُس کو لکھدیا ہے۔ ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اسجگہ شیخ کی اصل عبارت نقل کردیں اور وہ یہ ہے "وعلی قدم شیث یکون آخر مولود یولد من ھذا النوع الانسانی وھو حامل اسرارہ ولیس بعدہ ولد فی ھذا النوع فھو خاتم الاولاد وتولد معہ اخت لہ فتخرج قبلہ ویخرج بعدھا یکون راسہ عند رجلیہا ویکون مولدہ بالصین ولغتہ لغۃ بلدہ ویسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادۃ ویدعوھم الی اللہ فلا یجاب" (تریاق القلوب ص ۱۵۶)

مناسب ہے کہ اس عربی عبارت کا ترجمہ پہلے ہم ناظرین کو سنائیں تاکہ مرزا صاحب کی غلط بیانی اُن کو بخوبی ذہن نشین ہوسکے۔ ترجمہ یہ ہے:۔

"حضرت شیث کے طریق پر سب سے آخر نوع انسانی کا ایک بچہ پیدا ہوگا اور وہ اُسکے اسرار کو لئے ہوئے ہوگا اور اس سے بعد نوع انسانی میں کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا پس وہ نوع انسانی کے لئے خاتم الاولاد ہوگا اُسکے ساتھ اُس کی ایک ہمشیرہ پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلیگی اور وہ اُس سے بعد نکلیگا اُس لڑکے کا سر اپنی ہمشیرہ کی دونوں ٹانگوں میں ہوگا۔ اور اُس بچے کی ولادت چین میں ہوگی۔ اور اُس بچے کی زبان یعنی گفتگو اسی (چینی) زبان میں ہوگی۔ اُس بچے کے بعد مردوں اور عورتوں میں عقم یعنے بے اولادی عام ہوجائیگی۔ نکاح تو زیادہ ہونگے مگر بغیر اولاد کے وہ بچہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیگا مگر اُسکی سُنی نہ جائیگی۔ (یعنی کوئی شخص اُسکی ہدایت پر عمل نہ کریگا۔)

اس کلام کا مطلب صاف ہے کہ قریب قیامت کے نوع انسان میں ایک بچہ چین کے ملک میں پیدا ہوگا جو بڑا ہوکر چینی زبان میں چینیوں کو وعظ کریگا اُس سے بعد کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا اور اسکے بعد آہستہ آہستہ دنیا کا خاتمہ ہوجائیگا۔

اب غور سے سُنئے کرشن قادیانی اُسکو اپنے پر کس طرح لگاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"یعنی کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا جو اصل ہوگا اور اُسکا چین ہوگا یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے۔ اور اسکو وہ علوم و اسرار دیئے جائینگے جو شیث کو

دیئے گئے تھے۔ اور اُسکے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنے اسکی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس فقرہ کے یہ بھی معنے ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا اور اُس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اُس سے پہلے نکلیگی اور وہ اُسکے بعد نکلیگا اُس کا سر اُس دختر کے پیروں سے ملا ہوگا یعنے دختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلیگا اور پھر پیر اور اُسکے پیروں کے بعد بلا توقف اُس پسر کا سر نکلیگا جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی ظہور میں آئی۔ اور پھر بقیہ ترجمہ شیخ کی عبارت کا یہ ہے کہ اُس زمانہ میں مردوں اور عورتوں میں بانجھ کا عارضہ سرایت کریگا۔ نکاح بہت ہوگا یعنے لوگ مباشرت سے نہیں رکیں گے مگر کوئی صالح بندہ پیدا نہیں ہوگا اور وہ زمانہ کے لوگوں کو خدا کی طرف بلائیگا مگر وہ قبول نہیں کرینگے اور اس عبارت کے شارح نے جو کچھ اس کی شرح میں لکھا ہے وہ یہ ہے:۔

پہلا مولود جو آدم کو بخشا گیا وہ شیث ہے اور ایک لڑکی بھی تھی جو شیث کے ساتھ بعد اُسکے پیدا ہوئی پس خدا نے چاہا کہ وہ نسبت جو اول اور آخر میں ہوتی ہے وہ نوع انسان میں متحقق کرے اسلئے اُسنے ابتدا سے مقدر کر رکھا تھا کہ طرز ولادت پسر آخری پسر اول سے مشابہت رکھے پس پسر آخر جو خاتم الخلفاء تھا اور بموجب اس پیشگوئی کے جو شیخ نے اپنی کتاب عنقا مغرب میں لکھی ہے وہ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیا عجم میں سے پیدا ہونیوالا تھا نہ عرب سے اور وہ حضرت شیث کے علوم کا حامل تھا۔ اور پیشگوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اُسکے بعد یعنے اُسکے مرنے کے بعد نوع انسان میں علت عقم سرایت کریگی یعنے پیدا ہونے والے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھینگے اور انسانیت حقیقی صفحہ عالم سے مفقود ہو جائیگی وہ حلال کو حلال نہیں سمجھینگے اور حرام کو حرام۔ پس اُن پر قیامت قائم ہوگی۔ (ص ۲۰۱-۲۰۲)

---

[1] آپ کے تو (بقول آپ کے) لاکھوں مرید ہیں پھر یہ پیشگوئی آپ پر کیسے صادق آسکتی ہے؟

[2] اصل کتاب میں اسیطرح ہے۔

[3] اگر یہ پیشگوئی آپ کے حق میں ہے تو مرزائی دوستی میں کیونکہ آپ کے بعد کوئی صالح بندہ پیدا نہ ہونا چاہیئے۔ مرزائی دوستو! کیا کہتے ہو؟ (مصنف)

مرزائیو! ایمان سے کہنا عربی عبارت سامنے رکھکر اپنے پیر کے کمالات کو سمجھکر کہنا۔ کیا عربی عبارت کا یہی مطلب ہے جو کرشن جی کہتے ہیں۔؟ بھلا اتنا تو بتلاؤ کہ لعنی در لعنی لگانے کا کرشن جی کو کیا حق ہے۔ کیا تم ایمان سے کہہ سکتے ہو کہ یکون مولدہ بالصین کے مطابق مرزا صاحب پر یہ عبارت چسپاں ہو سکتی ہے؟ پھر اس طرفہ بر طرہ یہ ہے کہ آپ حقیقۃ الوحی میں اسی عبارت کو ایسا صاف محرف کرتے ہیں کہ یہودیوں کے بھی کان کتر ڈالے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"اور شیخ محی الدین ابن العربی نے لکھا ہے کہ وہ چینی الاصل ہوگا" ص ۲۰۱

اس کمال جرأت کو دیکھئے کہ جس عبارت کو آپ ہی نقل کرتے ہیں اسی کو دوسرے مقام پر ایسا بگاڑتے ہیں کہ بے ساختہ منہ سے نکلجاتا ہے:۔ ~~~

کیونکر مجھے یاد رہو کہ ایفا ہی کرو گے ۔۔ کیا وعدہ تمہیں کرکے مکرنا نہیں آتا

لطیفہ: ناظرین یہ سُنکر حیران ہونگے کہ مرزا صاحب اسجگہ تو حضرت ابن العربی کا قول اسناد لاتے ہیں۔ مگر تقریر وحدۃ الوجود میں انہی ابن العربی اور اُن کے مذہب کی نسبت وہ بے لفظ سنا تی ہیں کہ الاماں۔ مگر یہاں انہی کے قول کو (اور وہ بھی محرف کر کے) سند پیش کیا ہے کیا سچ ہے ~~~

اُس نقش پا کے سجدہ نے یاں تک کیا ذلیل ۔۔ میں کوچۂ رقیب میں بھی سر کے بل چلا

ہمنے جناب مسیح موعود کو کیا دیکھکر قبول کیا

اس عنوان سے ایک طویل مضمون قادیانی اخبار الحکم ۷ جنوری میں نکلا ہے جو کئی ایک نمبروں میں ختم ہوا ہے۔ اس مضمون کا لکھنے والا ایسا طول نویس ہے کہ ہم جس مضمون پر اسکے دستخط دیکھ پاتے ہیں اسکو نہیں پڑھتے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو یہی مرزا صاحب کا ایکا مرید ہے جس طرح مرزا صاحب طول نویسی میں مشاق ہیں۔ یہ راقم بھی کم نہیں بلکہ اُن سے بھی کسی قدر زائد مگر ایک دوست کی فرمائش سے ہم نے بادل ناخواستہ اس مضمون کو پڑھا اور جواب

کی طرف توجہ کی۔ سنیئے:-

سارے مضمون کا خلاصہ دو فقروں میں ہے جو خود راقم ہی کے الفاظ میں نقل کر دیتے ہیں۔ راقم مضمون لکھتا ہے:-

"اس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب کے دعوے کا دارومدار آکر آخر کار اسی مرکز پر ٹھہرتا ہے کہ یہ تمام اسلام کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے اور کہ اسلام میں یہ طاقت موجود ہے کہ اسکی پیروی کرنے سے انسان ایک سچا پیرو وحی و الہام سے مشرف کیا جا سکتا ہے۔ ہم دو ہیں کیوں نہ ہم اس پہلو کو اختیار کریں جو اصل الاصول اور نتیجہ خیز پہلو ہے۔" (الحکم ۲۴ جون ۱۹۱۶ع صفحہ کالم ۲)

راقم مضمون کی یہ تقریر دو حصوں پر منقسم ہے ایک تو یہ کہ اسلام میں یہ برکت ہے یہ بہت صحیح ہے ہمیں اس سے تو بحث نہیں۔ دوسرا حصہ جو آپکی اصل مراد ہے یہ ہے کہ مرزا صاحب اسکا زندہ نمونہ ہیں چنانچہ مرزا صاحب خود بھی ہمیشہ اسلام کا نمونہ اپنے وجود سے جو وحی کو پیش کیا کرتے تھے (دیکھو تریاق القلوب صفحہ [illegible]) پس اس دوسرے حصہ پر ہماری بحث ہوگی یعنی اس امر پر کہ مرزا صاحب واقعی مورد الہام و وحی تھے۔ لیکن اس بحث سے پہلے ہم ناظرین کو ایک خوشخبری سناتے ہیں کہ مرزائی جماعت کا صحیح نقشہ جو ہم نے آج سے سالہا سال پہلے ایک ٹریکٹ میں پیش کیا تھا جسکو اسوقت مرزائیوں نے غلط سمجھا تھا۔ راقم مضمون نے اسکو صحیح سمجھا ہے۔ وہ نقشہ یہ ہے رسالہ الہامات مرزا میں لکھا تھا کہ مرزائی مباحثہ میں زور صرف اسبات پر ہونا چاہیئے کہ مرزاجی کے الہامات صحیح ہیں یا غلط۔ اسکا نتیجہ یہی بتایا تھا کہ اگر مرزاجی اپنے الہامات میں سچے ہیں تو اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ مقرب خدا ہیں۔ پھر جو کچھ وہ فرمائیں یا کسی آیت کی تفسیر کرینگے وہی صحیح ہوگی۔ اور اگر وہ اپنے الہامات میں کاذب ہیں تو گو بعض فرعی مسائل میں وہ حق بجانب ہوں یا انکا پہلو قوی ہو تو بھی وہ مسیح موعود یا مہدی مسعود نہیں ہو سکتے۔ الحمدللہ کہ ہمارا پیش کردہ نقشہ آج مرزائی جماعت میں بھی مسلم ہو گیا جسپر ہم خوشی میں اگر یہ شعر پڑھیں تو بجا ہے ؎

لائے اس بت کو التجا کر کے
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

الحمدللہ کہ موضوع بحث کا تو مقرر ہو گیا۔ اس لئے سڑک صاف ہے۔ پس اب ہم ناظرین کو خوشخبری سناتے ہیں کہ اس موضوع میں ہمارا ایک زبردست رسالہ ہے جسکا نام ہو الہامات مرزا۔ اس رسالہ میں مرزا صاحب کے الہامات کا وہ مدلل خاکہ اُڑایا ہے کہ آجتک نہ مرزا سے نہ کسی مرزائی سے اسکا جواب بن پڑا۔ اسجگہ ہم بطور نمونہ مرزاجی کے الہامات کا نقشہ بتلاتے ہیں غور سے سُنئیے!۔

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں یوں تو بقول انکے سینکڑوں تک پہنچتی ہیں۔ مگر وہ عموماً اُسی قسم کی ہیں جو گذشتہ ایام میں اخبار جامع العلوم مراد آباد کے شوخ مزاج اڈیٹر نے ایک پنڈت جی کی نسبت کی تھیں کہ صبح اُٹھتے ہی پنڈت جی کو پاخانہ پیشاب کی حاجت ہوگی۔ پنڈت جی کھانا کھائینگے تو سیدھا اُن کے معدہ میں اُتر جائیگا۔ غرض مرزاجی کی پیشگوئیاں بھی بہت سی اسی قسم کی ہیں۔ مگر چند ایسی بھی ہیں کہ اُنکو مرزا صاحب خود بھی اپنے لئے مدار صدق و کذب جانتے اور بتلاتے ہیں۔ بہتر ہے کہ اُن پیشگوئیوں کی فہرست مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں بتلادیں۔ مرزا صاحب رسالہ شہادت القرآن میں عبداللہ آتھم۔ پنڈت لیکھرام۔ مرزا احمد بیگ اور اُسکے داماد کی نسبت پیشگوئیوں کا ذکر کرکے لکھتے ہیں:۔

"یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں۔ یعنے ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے۔ اور ان میں سے وہ پیشگوئی جو مسلمانوں کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت عظیم الشان ہے" ص۸۱

اس تحریر میں مرزا صاحب نے مرزا احمد بیگ اور اُن کے داماد والی پیشگوئی کو مسلمانوں سے متعلق بتلایا ہے گو ہمارا حق ہے کہ ہم سب پیشگوئیوں کی جانچ کریں لیکن چونکہ مرزا صاحب نے اس تقریر میں صرف ایک ہی پیشگوئی کو ہمارے حصہ میں دیا ہے۔ اسلئے ہم بھی سردست اسی ایک کو بطور نمونہ جانچتے ہیں۔

شکر ہے کہ مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو واضح لفظوں میں بیان کیا ہوا ہے۔ آپ رسالہ کرامات الصادقین میں لکھتے ہیں:۔

"قال انها ستجعل ثیبۃ ویموت بعلها وابوها الی ثلاث سنۃ من یوم النکاح

لہ یہ عبارت اسی طرح ہے ہم اس کی صحت کے ذمہ دار نہیں۔ مصنف

ثم یردھا الیک بعد موتہما ولا یکون احدھما من العاصمین" (اخیر صفحہ سرورق)

یعنی خدا نے کہا ہے کہ وہ عورت یعنی مرزا احمد بیگ کی لڑکی (جسکے نکاح میں آنے کے متعلق مرزا صاحب کو الہام ہوتے تھے اور وہ دوسری جگہ بیاہی گئی تھی) بیوہ ہو جائیگی اُسکا خاوند اور اسکا باپ روز نکاح سے تین سال کے اندر اندر مر جائینگے پھر ہم (خدا) اُسکو تیرے (مرزا کے) پاس (نکاح میں) لے آئینگے اور اُن دونوں میں سے اُسکی حفاظت کرنیوالا کوئی نہ ہوگا۔

اس تحریر میں مرزا صاحب نے احمد بیگ اور اُسکے داماد کی موت یوم نکاح سے تین سال تک بتلائی ہے۔ اب ہم کو یہ دکھانا ہے کہ اس پیشگوئی کی آخری تاریخ کیا ہے شکر بلکہ صد شکر ہے کہ مرزا صاحب نے ہمیں اس امر کی تحقیق کرنے سے بھی سبکدوش کر دیا۔ آپ رسالہ شہادت القرآن میں لکھتے ہیں:۔

"مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جسکی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱۔ ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے"

(صفحہ ۸۰)۔

یہ عبارت باواز بلند پکار رہی ہے کہ احمد بیگ کا داماد (طال عمرہٗ) ۲۱۔ اگست ۱۸۹۴ء کو دنیا میں نہ رہنا چاہیئے تھا۔ مگر ناظرین کس حیرت سے سنینگے کہ باوجودیکہ میعاد کو ختم ہوئے آج اپریل سنہ ۱۹۰۸ء کو تیرہ سال سات ماہ گذر چکے ہیں مگر وہ جوان (طال بقاہ) آج تک زندہ سلامت[1] ہے جس کی زلیست کی خبر سُن سُن کر مرزا جی اندر ہی اندر کُڑھتے ہیں۔

ناظرین یہ ہے مرزا جی کی وحی اور الہام کا نمونہ جو آپ حضرات نے دیکھ لیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ راقم مضمون مرزا جی کی بگڑی ہوئی وحی کو کیونکر سنوارتا ہے۔ لیکن وہ یاد رہے[2]۔

عجوز ترجی الی العطار تبغی شبابہا
ولن تصلح العطار ما افسد الدھر

[1] آج مارچ ۱۹۱۵ء کو ۲۱ سال ہو گئے ابھی زندہ ہے۔

[2] ایک بڑھیا عورت وسمہ لینے کو جا رہی تھی کہ سر کے بالوں کو سیاہ کرے ایک شوخ طبع شاعر نے اسے دیکھکر یہ شعر پڑھا کہ عطار کے پاس جوانی کا ساز و سامان لینے چلی ہے۔ بھلا جو زمانے کے اثر سے خراب ہو چکا ہے اُسے عطار کیا سنوار دیگا۔ یہ شعر مرزا صاحب کے الہامون اور انکے سنوارنے والوں کے حق میں بہت ہی موزون ہے (مرقع)

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی مرزا صاحب نے ایسی نہیں کی جو پیش از وقت صاف صاف بتلائی ہو پھر اُسکا وقوعہ بھی اُسی طرح ہوا ہو۔ اور جسکا وقوعہ بتلایا جاتا ہے وہ ایسی گول مول ہیں کہ موم کی ناک سے بھی زیادہ نرم ہیں۔ ہم اس امر کے ثابت کرنے کیلئے بفضلہ تعالیٰ کافی مصالحہ رکھتے ہیں اچھا ہوا کہ نامہ نگار مذکور نے یہ پہلو خود ہی اختیار کیا ہے

شیشۂ مے کی طرح اے ساقی * چھیڑ لو مست کہ بھر بیٹھے ہیں

مرزا قادیانی اپنے منہ سے کافر[1]

آجکل مرزا صاحب کے کافر ہونے نہ ہونے پر بہت کچھ موشگافیاں ہو رہی ہیں۔ مگر ہم آج جس طریق سے مرزا جی کا کافر ہونا ثابت کرینگے وہ سب سے آسان تر ہے اور لطف یہ ہے کہ مرزا جی کا اپنا اقرار ہے۔ مرزا جی حمامۃ البشریٰ میں لکھتے ہیں:۔

"ما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین ([illegible])"

یعنی یہ جائز نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں"

مرزا جی کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ دعوے نبوت اسلام سے خارج ہونے اور کافر ہونے کا موجب ہے۔ اب سنیئے کہ مرزا جی نے نبوت کا دعویٰ کیا یا نہیں۔ پہلے تو سب لوگوں کو معلوم ہیں کہ کس کس آن بان سے اظہار نبوت ہوتا تھا۔ مگر آج ایک نیا حوالہ سب سے دافع تر بتلا کر مرزائیوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ کیوں ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہو جو بقول خود کافر ہے۔

مرزائیو! پیچھے کا حوالہ لو۔ سنو مرزا جی کہتے ہیں:۔

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم بغیر نئی شریعت کے رسول اور نبی ہیں * * بنی اسرائیل میں کئی ایسے ہی ہوئے جن پر کتاب نازل نہیں ہوئی" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

مطلب یہ کہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں حضرت ہارون۔ زکریا۔ یحییٰ وغیرہ علیہم السلام کی

[1] مرقع اپریل ۱۹۱۲ء

دوبادہ ہے کہ میرے نشانوں کو سنکر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابوجہلی مادہ کے جوش سے انکار کے لئے کچھ حیلے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس جگہ بھی انھوں نے یہی عادت دکھلائی۔ اور محض افترا کے طور پر اپنے پرچہ ۸ رفروری ۱۹۰۷ء میں میری نسبت یہ لکھدیا ہے کہ مولوی عبدالکریم کے صحت یاب ہونے کی نسبت اوتکو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحت یاب ہو جاویگا مگر آخر وہ فوت ہو گیا۔ اس افترا کا ہم کیا جواب دیں بجز اسکے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتلائیں کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے صحت یاب ہونے کی نسبت الہام مذکورہ بالا ہو چکا ہے تو پھر یہ الہامات مندرجہ ذیل جو اخبار الحکم اور بدر میں شائع ہو چکے ہیں کسکی نسبت تھے ؟ لیپنے کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ سال کی عمر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ انّ المنایا لا تطیش سھامھا یعنے موتوں کے تیر ٹل نہیں سکتے۔

واضح ہو کہ یہ الہام مولوی عبدالکریم صاحب کی نسبت تھے۔ ہاں ایک خواب میں اُن کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابیں دیکھ لو خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت اور کبھی صحت سے مراد موت ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اسکی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے۔ یہ حال اُن مولویوں کا ہے جو بڑے دیانت دار کہلاتے ہیں جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بُرا کام نہیں۔ ایسے جھوٹ کو خدا نے رجس سے مشابہت دی ہے۔ مگر یہ لوگ رجس سے پرہیز نہیں کرتے "(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۲۷)

جواب ؎
آئے صد بار التجا کر کے
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

شکر صد شکر ہے کہ مرزا صاحب بھی اس اصول میں ہمارے ساتھ متفق ہو گئے ہیں کہ جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بُرا کام نہیں۔ پس اب ہمیں واقعات صحیحہ سے یہ بتلانا ہے کہ جھوٹ کون بولتا ہے۔ ہمارے مرزائی دوست ہمکو صحیح صحیح واقعات پیش کرنے میں معذور سمجھیں اور یہ جانیں کہ اگر ہم ان واقعات کو پیش نہ کرینگے تو وہ کسی طرح مٹ

نہ جائینگے۔ پس وہ ٹھنڈے دل سے ان واقعات کو سنیں اور سچ جھوٹ کو بڑی متانت سے جانچیں۔ میں جانتا ہوں کہ انسان فطرۃً مجبور ہے کہ محبوب کے عیوب دیکھنے اور سننے کے وقت اسکی آنکھ اور کان بند ہو جاتے ہیں۔ لیکن انکو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اگر وہ نہ سنینگے تو ان کے مخالف تو ضرور سنینگے۔ پھر کسی موقع پر اچانک اُنکے سامنے اگر وہ واقعات پیش ہو گئے تو کیا جواب دینگے۔ اسلئے ذرہ انصاف اور حوصلہ سے سنیں۔ ہم سے جہانتک ہو سکا ہے اس مضمون میں مرزائیوں کی دلشکنی کا بہت لحاظ رکھا ہے۔ حتی المقدور ان الفاظ سے جنکے ہم مرزا صاحب کو مستحق جانتے ہیں کام نہیں لیا تاکہ ہمارے مرزائی دوستوں کو اصل مضمون سمجھنے میں مانع نہ ہوں۔ بہر حال بغور سنیئے:۔

عبارت مرقومہ بالا میں مرزا صاحب نے ایک تو اس سے انکار کیا ہے کہ مولوی عبدالکریم کی بابت کوئی الہام صحتیابی کا نہیں ہوا تھا۔ دوسم کفن ۴۷ سال اور منایا والے الہامات سب مولوی عبدالکریم کے حق میں تھے۔ پس ان دو تنقیحی امور کا نہ دیدی ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔ ناظرین رسالہ حضوصاً مرزائی دوست بغور سنیں:۔

مولوی عبدالکریم کی علالت کی خبر پہلے پہل الحکم ۳۱۔ اگست ۱۹۰۵ء میں نکلی تھی۔ جسمیں بہت بڑی تمہید کے بعد مرزا صاحب کے چند ایک الہامات درج تھے۔ جو یہ ہیں:۔

"۳۰۔ اگست ۱۹۰۵ء۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پھوڑا ہے۔ جسکو چیرا دیا گیا ہے۔ (مرزا صاحب نے) فرمایا میں نے اُن کے واسطے رات دعا کی تھی۔ رویا (خواب) میں دیکھا کہ مولوی نورالدین ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں۔ فرمایا ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے۔ اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے" صفحہ کالم ۱-۲۔

گو یہی ایک الہام معہ الہامی تفسیر کے ہمارے دعوے کے اثبات کے لئے کافی ہے مگر ہم اسی پر قناعت نہیں کرتے بلکہ اور بھی بہت کچھ پیش کرتے ہیں۔ ذرا غور سے سنئیے۔ ۱۰۔ ستمبر ۱۹۰۵ء کے الحکم میں ۷ ستمبر کا واقعہ لکھا ہے:۔

"(مرزا صاحب نے) فرمایا اللہ تعالیٰ کے نشان اسطرح کے ہوتے ہیں انسان کی طاقت

اس سے ارفع جانتا ہوں کہ انکی نسبت میں کاذب یا کذاب کا لفظ لکھوں۔ مرزا صاحب کے مباحثات کی بنیاد اب کسی منقول یا معقول پر مبنی نہیں رہی بلکہ واقعات کی تحقیق پر ہے جسمیں ہر ایک عالم اور جاہل حصہ لے سکتا ہے۔

اور سنیئے ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء کے الحکم میں لکھا ہے :-

"مرزا صاحب نے ۱۹ ستمبر ۱۹۰۵ء کو رویا دخواب دیکھا کہ مرزا غلام قادر صاحب میرے بڑے بھائی نہایت سفید لباس پہنے ہوئے میرے ساتھ جا رہے ہیں اور کچھ باتیں کرتے ہیں ایک شخص اُن کی باتیں سنکر کہتا ہے کہ یہ کیسی فصیح بلیغ گفتگو کرتے ہیں گویا پہلے سے حفظ کر کے آئے ہیں۔ فقط۔

فرمایا۔ ہمارا تجربہ ہے کہ جب کبھی ہم اپنے بھائی صاحب کو خواب میں دیکھتے ہیں تو اُس سے مراد کسی مشکل کام کا حل ہونا ہوتا ہے۔ آجکل چونکہ مولوی عبدالکریم صاحب کے واسطے بہت دعا کی جاتی ہے۔ اسواسطے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنکو شفا دیگا۔

غلام قادر سے خدائے قادر کی قدرت کی طرف اشارہ ہے۔ ص۱ کالم ۳۔

پھر ص۲ پر لکھا ہے :-

"شیخ نور احمد صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مسجد میں کھڑے ہیں اور وعظ کر تے ہیں اور یہ آیت پڑھتے ہیں اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ فرمایا اس سے بظاہر مولوی صاحب کی صحت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم ص۲ کالم ۲)

پھر کالم ۴ پر اس سے بھی زیادہ وضاحت کی گئی ہے۔ لکھا ہے :-

"۲۱۔ ستمبر کو اعلیحضرت (مرزا صاحب) حضرت مولوی (عبدالکریم) صاحب کے لیئے بہت دعا کرتے رہے۔ اسپر الہام ہوا طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع" (ص۲)

یعنی ہم پر بدر چڑھا جسکا صاف مطلب ہے کہ مولوی عبدالکریم صحت یاب ہوگا۔

مرزائی دوستو! ہمارے حوالجات کو دیکھکر بتلا سکتے ہو کہ مرزا صاحب نے کوئی الہامی خوشخبری مولوی عبدالکریم کے لیئے ظاہر نہیں کی؟ اگر نہیں کی تو اوپر کی عبارات کا مطلب

کیا ہے۔ کیا تم اتنا نہیں سمجھتے کہ تم لوگ اگر محبت میں پھنس کر واقعات صحیحہ کو نہ دیکھو گے تو کیا دنیا بھی اندھی ہے۔ اور اگر ان حوالجات میں کوئی الہام تسلی بخش یا خوشخبری صحت بخش ہے تو پھر یہ حضرت کیوں انکار کرتے ہیں۔ جو حقیقۃ الوحی کے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:-

"۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک مخلص دوست یعنی مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت ہو گئے تھے۔ اُن کے لئے بھی ہم نے دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام اُن کے لئے تسلی بخش نہ تھا" (صفحہ ۳۲۶)

مرزائیو! کیا تم حوصلہ کر سکتے ہو کہ آں حضرت یا اُن کے خلیفہ سے دریافت کرو کہ جھوٹ بولنا نجس کھانے کے برابر ہے یا کم و بیش اور یہ کہ قادیانی اصطلاح میں جھوٹ بولنا لازمۂ نبوت ہے یا منافی آہ ؎

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھو * ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

ہم نے تو اپنے دعوے کا ثبوت کافی دیدیا ہے کہ مولوی عبدالکریم کی بابت صحت کے الہام تھے۔ یہاں تک کہ مرزا صاحب کو خود اقرار ہے کہ خدا نے مولوی عبدالکریم کا نام بھی لے دیا ہے۔ پھر اس سے زیادہ ثبوت کیا ہو سکتا ہے ؎

اگر اب بھی نہ وہ سمجھے تو اس بت سے خدا سمجھے

خدا[1] (یعنی مرزا) سے سمجھے

رہا دوسرا حصہ کہ کفن میں لپیٹا گیا ۴۷ سال کی عمر وغیرہ۔ سو اس کے متعلق بھی ہم اصل اور صحیح واقعات پیش کر دیتے ہیں خدا کے فضل سے ہمارے پاس کافی سامان ہے۔ اس لئے ہمیں کچھ ضرورت نہیں کہ اپنے پاس سے کچھ جواب دیں۔ پس بغور سنئے۔ الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء کے پرچہ میں یہ الہامات درج ہیں جو معہ تفسیر مرزائی کے ہم نقل کرتے ہیں۔ لکھا ہے:-

"۲ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ سینتالیس سال کی عمر۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس سے دوسرے دن ۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک شخص کا خط آیا جس میں اپنی بدکاریوں اور غفلتوں پر نہایت افسوس کی تحریر کر کے لکھا۔ اب میری عمر سینتالیس سال کی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون فرمایا کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو خط باہر سے آنے والا ہوتا ہے اُس کے مضمون سے پہلے ہی

اطلاع دیجاتی ہے۔ ۔۔۔ ۹ستمبر۱۹۰۵ء ان المنایا لا تطیش سہامہا۔ کفن میں لپیٹا ہوا۔ فرمایا معلوم نہیں یہ الہامات کس کے متعلق ہیں" (ص۲ کالم ۲)

مرزائیو! اعلیحضرت کے کرشمے خوب غور سے دیکھو کیا فرما رہے ہیں۔ مذکورہ بالا عبارت میں ۷۲ سال والے الہام کی تشریح تو خود حضرت صاحب نے آپ ہی کر دی کہ کسی نامعلوم شخص کے حق میں ہے باقی دو کی بابت خود اقرار ہے کہ معلوم نہیں کہ کسکے حق میں ہیں البتہ ایک الہام باقی رہ گیا کہ "اُس نے اچھا ہونا ہی نہیں" سو اسکا کہیں حوالہ نہیں دیا کہ کس زمانے کا ہے اور کب شایع کیا تھا اور اُسکا اشارہ کسطرف ہے۔ خدارا اتنا تو سوچو کہ ایک طرف تو مرزا جی خود ہی لکھتے ہیں :۔

"آجتک جسقدر الہامات اور مبشرات ہوئے تھے اُنہیں نام نہ تھا لیکن آج تو اللہ تعالیٰ نے خود مولوی عبدالکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے۔ (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء ص۲ کالم ۴)

پھر ساتھ ہی اسکے یہ الہام ہوا کہ "اُس نے اچھا ہونا ہی نہیں" تو کیا تم سمجھتے نہیں کہ ایک ہی واقعہ کی نسبت دو متضاد الہام کیا بتلا رہے ہیں۔ معلوم نہ ہو تو قرآن مجید کا عام اصول دیکھو کیا ہے۔ غور سے سنو!

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا

(مطلب) اختلاف بیانی دلیل ہے کہ یہ کلام خدا کے ہاں سے نہیں ہے۔

مرزائی دوستو! آؤ ہم ایک لطیف تفسیر ان الہاموں کی تمکو سنائیں۔ مگر خدارا ذرا دل کو کدورات سے صاف کر کے سُننا۔ انہی الہامات کی تفسیر مرزا صاحب خود فرماتے ہیں توجہ سے سنو! اڈیٹر الحکم لکھتا ہے۔

"حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۱۱ ستمبر کو (مرزا صاحب نے) فرمایا کہ مجھے بہت ہی فکر تھا کہ بعض الہامات ان میں متوحش تھے (آج تو ہم بہت سوچنے کے بعد میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچھے ہو جاتے ہیں) چنانچہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے اذا

جاء افواج وسمٌ من السّماء اور کفن میں لپیٹا گیا اور ان المنایا لا تطیش سہامہا یہ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قضا و قدر تو ایسی ہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے رد بلا کر دیا (یعنی مولوی عبد الکریم اب نہیں مریگا)

۱۰ نومبر نماز صبح کے وقت رویا۔ ایک جگہ ایک بڑی حویلی ہے اسکے آگے ایک بڑا چبوترہ ہے جسکی کرسی بہت بلند ہے اسپر مولوی عبد الکریم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازہ پر بیٹھے ہیں اس جگہ میرے پانچ چار اور دوست ہیں جو ہر وقت اسی فکر میں ہیں۔ مینے کہا مولوی صاحب میں آپکو آپکی صحت کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اور پھر میں رو پڑا اور میرے ساتھ کے دوست بھی رو پڑے اور مولوی صاحب بھی رو پڑے۔ پھر میں نے کہا دعا کرو اور دعا میں تین دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھی۔ فرمایا اس خواب کے تمام اجزا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت دیتے ہیں۔ سورۂ فاتحہ پڑھنے کی تعبیر بھی یہی ہے کہ انسان کوئی ایسا امر دیکھے جو اس کو خوش کرنے والا ہو اور فرمایا جو الحمد خواب میں پڑھتا ہے اسکی دعا قبول ہوتی ہے " الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۲ کالم ۳ و ۴)

ناظرین! ذرا بغور ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا صاحب جن الہامات کو خود ایک جگہ بلا تعیین لکھ چکے ہیں اور دوسری جگہ ان کو تقدیر مستر و تبلا چکے ہیں پھر کس قدر جرات ہے کہ انہی الہامات کو مولوی عبد الکریم کی موت پر پیش کر کے اپنے تمام سابقہ نوشتوں پر پانی پھیرتے ہیں۔

خیر تو یہ ہوا واقعات کا اظہار۔ اب سنیئے اسکا نتیجہ۔

مرزا صاحب اور انکے معتقدین بڑے فخر سے کہا کرتے ہیں کہ مرزا جی کی دعا رد نہیں ہوتی اور اسی کو وہ اپنے معجزات میں اول نمبر پہ شمار کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنونگا۔ ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵ صفحہ ۲ مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء)

اس اصول سے ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کا یہ معجزہ بھی مسیلمہ کذاب کے معجزہ کے ہموزن معلوم ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ مسیلمہ کسی کانے کو دم کرتا تھا تو وہ اندھا ہو جاتا تھا۔ وہی کیفیت ہم مرزا صاحب کی دعاؤں کی دیکھتے ہیں۔ اڈیٹر الحکم لکھتا ہے:۔

"حضرت خلیفۃ اللہ (مرزا) کیلئے اُس دن سے کہ مولوی عبدالکریم صاحب پر عمل جراحی
کیا گیا رات کا سونا قریباً حرام ہو گیا۔ باوجودیکہ چوٹ لگنے اور بہت سا خون نکل جانے کی وجہ سے
حضرت اقدس کو تکلیف تھی اور دوران سر کی بیماری کی شکایت تھی لیکن یہ کریم النفس وجود
ساری رات رب رحیم کے حضور مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے دعاؤں میں لگا رہا
" " یہ ہمدردی اور ایثار ہر شخص میں نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں
اور ماموروں ہی کی یہ شان ہے کہ اپنی تکالیف کو بھی دوسروں کی تکلیف کے مقابلہ میں
بھول جاتے ہیں اور نہ صرف بھول جاتے ہیں بلکہ قریب بموت پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن ہاں
اُن کے دل میں کسی بندہ کے لئے خاص طور پر اضطراب اور قلق کا پیدا ہونا خود اُس
بندہ کی عظمت اور وقعت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ حضرت اقدس (مرزا) نصف شب سے آخر شب تک
دعاؤں میں مصروف رہے۔ اور اس اثنا میں مولوی صاحب ممدوح کے دروازہ پر آکر
حال بھی پوچھا۔ ساری دنیا سوتی تھی۔ مگر یہ خدا کا جری جاگتا تھا اپنے لئے نہیں اپنی اولاد کے
لئے نہیں اپنے کسی ذاتی مقصد کے لئے نہیں صرف اسلئے کہ تا رحیم و کریم مولا کے حضور اپنے
ایک مخلص کی شفا کے لئے دعا کرے۔

فرمایا میں نے ہر چند چاہا کہ دو چار منٹ کے لئے ہی سو جاؤں۔ مگر میں جانتا ہی نہیں کہ نیند
کہاں چلی گئی۔ یہ باتیں آپ نے ایک روز صبح کو بیان فرمائیں۔ بعض خدام نے عرض کی کہ
حضور اسوقت جا کر آرام کر لیں۔ فرمایا یہ اپنے اختیار میں تو نہیں ہیں کیونکر آرام کر سکتا ہوں
جب کہ میرے دروازہ پر ہائے ہائے کی آواز آ رہی ہے۔ میں تو اُس قلق اور کرب کو جو
مولوی صاحب کو ہوا دیکھ بھی نہیں سکتا۔ اسلئے میں اوپر نہیں گیا" (۳۱ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۹)

ان حضرت کی دعاوں کے علاوہ اصحاب منازل بھی دعاؤں میں شریک تھے۔ دیکھو الحکم
۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲ کالم ۴ یہانتک کہ اڈیٹر الحکم لکھتا ہے :-

"مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے جو دعائیں کیجاتی ہیں جب اُنکا کھلا کھلا نتیجہ ظاہر ہو گا۔ تو
ہماری جماعت کی معرفت اور اُمید زیادہ ہو جائیگی" (۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء)

لیکن ہم بڑے افسوس سے کہتے ہیں کہ جب ان دعاؤں کا نتیجہ وہی نکلا جو اُستاد

مومن خاں مرحوم نے کہا ہے ؎

مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی ٭ آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

تو ساری جماعت نے آنکھیں اور کان بند کر لئے اور ایسے سوئے کہ گویا "مردہ اند"

آخر میں ہم اڈیٹر الحکم کا ایک قول نقل کرکے اُس سے ایک سوال کرتے ہیں۔ اڈیٹر مذکور لکھتا ہے :-

"یہ امر لا مبالغہ ہے کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کا اس بیماری سے جانبر ہو جانا ایک عظیم الشان نشان ہوگا۔ جو مسیح موعود کا احیاء موتٰی ہوگا۔ خدا کرے ہم اسکو بہت جلد دیکھیں"

(۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صـ۱ کالم ۳)

سوال یہ ہے کہ ان دعاؤں کا اثر تو جو ہوا تمام پبلک نے دیکھ لیا اب بتلاؤ احیاء موتٰی کی بجائے جو اماتت احیاء ہوا اس سے تمہارے ایمان میں ترقی ہوئی یا تنزل؟ ایمان سے سچ کہنا کہ یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ ؎

نہ ہوں کیا رہے کو مسیح الزماں ہے

مرزائی دوستو! انصاف سے کہنا مرزا جی کے سوال کا جواب ہم نے پورا دیا یا نہیں؟

امیروں کو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر ٭ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

اعلیحضرت خود یا اُن کا کوئی مرید ان حوالجات کو غلط ثابت کر دے تو مبلغ پانسو کے مستحق ہونگے۔ کیا کوئی ہے جو سامنے آئے؟ ؎

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلہم ٭ اذا جمعتنا یا جریر المجامع

تمت

ابو الوفاء
ثناء اللہ

امرتسر

مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

یہ اشتہار کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ بڑا غور طلب ہے۔ کیونکہ یہ مرزا صاحب کی طرف سے آخری فیصلہ ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ یَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ
قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّہٗ لَحَقٌّ

بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپکے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص مفتری کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونیکا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ میں حق پھیلانے کیلئے مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپکی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کیساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچینگے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک

بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں میں میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔ آمین۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ الراقم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و اید۔ مرقومہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ

مرقع اس اشتہار کا نتیجہ کیا ہوا ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں کہ آج ہم دونوں (ثناء اللہ اور مرزا) میں سے کون زندہ ہے اور کون مردہ۔ اس اشتہار کے متعلق لدھیانہ میں انعامی مباحثہ ہوا تھا جسکی مفصل روئداد رسالہ [illegible]

کتبخانہ ثنائی امرتسر کی مشہور و معروف فروختنی کتابوں کی فہرست

تفسیر ثنائی اردو۔ پوری کیفیت اس تفسیر کی تو دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے ہندوستان کے مختلف حصوں میں قبولیت کی نظر سے دیکھی گئی ہے۔ نہایت دلپذیر طرز سے لکھی گئی ہے۔ تفسیر کے دو کالم ہیں۔ ایک میں الفاظ قرآنی معہ ترجمہ بامحاورہ درج ہیں۔ دوسرے کالم میں ترجمہ کے لفظوں کو تفسیر میں لیکر تشریح کیگئی ہے نیچے حواشی میں مخالفین کے اعتراضات کو جوابات بدلائل عقلیہ و نقلیہ دیئے گئے ہیں۔ ایسے کہ باید و شاید۔ تفسیر سے پہلے ایک مقدمہ ہے جسمیں کئی ایک پر زبردست دلائل عقلی و نقلی سے آنحضرتؐ کی نبوت کا ثبوت دیا ہے۔ ایسا کہ مخالف کو بھی بجز لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے چارہ نہو۔ تفسیر سات جلدوں میں ہے جنمیں سے چھ جلدیں تیار ہیں۔

جلد اوّل۔ سورۂ فاتحہ بقرہ قیمت عہ

جلد دوم۔ سورہ آل عمران و نسا ۱۲ عہ

جلد سوم۔ سورہ مائدہ انعام اعراف عہ

جلد چہارم۔ تا سورہ نحل ۱۴ پارہ قیمت عہ

جلد پنجم۔ تا سورہ فرقان ۱۲ عہ

جلد ششم۔ تا سورہ یٰسین ۱۲ عہ

چھ جلدوں کو ایکساتھ خریدار ہے معہ محصول عہ

تقابل ثلاثہ۔ توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ۔ قرآن مجید کی فضیلت کا ثبوت عیسائیوں کی بحث کا انقطاعی فیصلہ۔ قیمت معہ محصول ڈاک صرف ایکروپیہ۔

اجتہاد و تقلید۔ اس کتاب میں اجتہاد و تقلید پر عالمانہ بحث کیگئی ہے۔ قابل دید کتاب ہے قیمت صرف ۴ر

القرآن العظیم۔ قرآن مجید کے الہامی ہونیکا ثبوت۔ ۴ر

الہام۔ الہام کی تشریح اور آریوں کا ردّ۔ ۱ر

فتوحات اہلحدیث۔ چیفکورٹ۔ ہائیکورٹ پنجاب۔ اودہ۔ بنگال اور انگلستان میں اہلحدیث کی تائید میں جو فیصلے ہوئے۔ اونکو جمع کیا گیا ہے۔ قیمت ۴ر

الہامی کتاب۔ ویدا ور قرآن کے الہام پر مسلمان اور آریہ عالموں کی بحث۔ ۸ر

حق پرکاش - ستیارتھ پرکاش متعلقہ اسلام کا مکمل جواب - ۸ر

تبرِ اسلام - مہاشہ دہرمپال آریہ کے رسالہ نخلِ اسلام کا جواب قابل دید - ۵ر

تہذیب - ہندوؤں کے فرائض ۱۰ر

جہاد وید - وید اور دیگر آرین کتابوں سے جہاد کا ثبوت دیا گیا ہے - ۴ر

ادب العرب - صرف و نحو عربی کو ایسی آسان طرز سے لکھ دیا ہے کہ اردو خوان بلا مدد استاد بھی مطلب سمجھ لے اور کامیاب ہو سکے - نامی گرامی علماء نے پسند فرمایا ہے قیمت صرف ۸ر

خصائل النبی - شمائل ترمذی کا بامحاورہ اردو ترجمہ - ۱۰ر

مناظرہ نگینہ - مشہور و معروف مناظرہ جو نگینہ میں آریوں سے ہوا تھا - ۸ر

تغلیب الاسلام بجواب تہذیب الاسلام دہرمپال جلد اول ۳ر جلد دوم ۳ر جلد سوم ۳ر جلد چہارم ۳ر - چاروں کی قیمت علاوہ محصولڈاک ۸ر

السلام علیکم - اسلامی سلام کے احکام ۱ر

اہلحدیث کا مذہب - فرقہ اہلحدیث یعنی موحدین کے مسلمہ مسائل کا بیان - ۴ر

میل و ملاپ - اتفاق کا سبق دینے والا رسالہ - ۳ر

اسلامی تاریخ - آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالاتِ مبارکہ - بچوں کیلئے بہت مفید کتاب ہے - قیمت ۲ر

ہدایت الزوجین - نکاح و طلاق کے مسائل اور بیوی خاوند کے حقوق کا بیان قیمت ۱ر

بحث تناسخ - تناسخ اور مادہ کا ابطال ۳ر

شادی بیوگان اور نیوگ - ۱ر

رسوم اسلامیہ - رسوم قبیحہ کی تردید - ۱ر

صحیفہ محبوبیہ - قادیانی رسالہ صحیفہ آصفیہ کا جواب اور مرزا صاحب کی تردید - ۵ر

الہامات مرزا - مرزا صاحب قادیانی کے الہاموں کی تردید معہ جواب آئینہ حق نما - قابل دید - ۶ر

فتح ربانی در مباحثہ قادیانی - مباحثہ امرتسر کی مفصل کیفیت - قادیانیوں پر فتح مبین - ۳ر

فاتح قادیان - مباحثہ لدھیانہ کی روئداد جو مرزا [illegible]

مندرجہ بالا کتب کے ملنے کا پتہ: **مینیجر اخبار اہلحدیث - امرتسر (پنجاب)**